بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

نہایت مفید و جامع رسالہ

داڑھی کا وجوب

مؤلفہ

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

مع رسالہ مستطاب

داڑھی کی اسلامی حیثیت

مصنفہ

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب نقشبندی مجددی

ناشر

... مظہری، گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدائے تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے اتباع میں

رسالہ

داڑھی کا وجوب

جس میں احادیث اور فقہائے کرام اور دیگر اقوال سے داڑھی کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ داڑھی سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ رہا ہے

مؤلفہ

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

ناشر

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس سال یعنی ۱۳۹۵ھ میں سفرِ ہند کے موقعہ پر ایک عجیب بات پیش آئی۔ اس ناکارہ کی روانگی جدہ سے ہندوستان کے لئے ۶؍اگست ۷۵ء مطابق ۲۸؍رجب ۹۵ھ چہارشنبہ ہوئی اور اسی روز بمبئی پہنچنا ہوا۔ خیال بمبئی میں دو تین روز قیام کا تھا۔ مگر بمبئی جاکر معلوم ہوا کہ مولانا انعام الحسن صاحب کو مالیر کوٹلہ کا تبلیغی سفر درپیش ہے۔ انہوں نے بمبئی کے احباب کو لکھ رکھا تھا کہ بمبئی میں ذکریا کا قیام زیادہ نہ کرایا جائے اس لئے یہ ناکارہ ایک دن بمبئی ٹھہر کر جمعہ کو بمبئی سے دہلی روانہ ہوگیا اور ایک شب قیام کے بعد مولانا انعام الحسن صاحب مالیر کوٹلہ کے لئے اور یہ ناکارہ سہارنپور کے لئے روانہ ہوگیا۔ سہارنپور سے واپسی امسال بجائے طیارہ کے باڈر کے راستہ سے ہوئی اور ۲؍ ذی قعدہ ہندی جمعہ کے دن صبح کو پاکستانی باڈر پہنچنا ہوا پاکستان کا تبلیغی اجتماع جو شنبہ سے شروع ہورہا تھا سہ روزہ تھا پاکستان میں چند مواقع پر ٹھیرنے کے بعد ۲۱ نومبر ۱۶؍ ذیقعدہ ہندی کو مکہ مکرمہ واپس پہنچا۔ سہارنپور کے زمانۂ قیام میں اس مرتبہ خلافِ معمول داڑھی کے مسئلہ پر بہت ہی مجھے اشتعال رہا۔ مجھے خود بھی خیال آتا رہا اور دوستوں نے بھی کہا کہ اس شدت کی نکیر تو میرے مزاج میں پہلے نہیں تھی۔ ہر موقعہ پر قاطع اللحیہ کو دیکھ کر طبیعت میں جوش پیدا ہوتا تھا اور ہر مجمع میں اس پر نکیر کرتا اور بیعت میں بھی قطع لحیہ سے بچنے

کی تاکید کرتا تھا۔ اس شدت کی کوئی خاص وجہ تو میرے ذہن میں نہیں آئی بجز اس
کے کہ اپنے مشائخ کی یہاں اس پر نکیر بالکل متروک ہو گئی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا
مدنی نور اللہ مرقدہ کے آخری ۳-۴ سال بھی اس پر نکیر کے گذرے مجھے ایسے لوگوں
دیکھکر یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اس حالت میں اگر موت
واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ
انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے؟ اس کے ساتھ
ہی بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہ کبیرہ زنا، لواطت، شراب نوشی، سود خوری وغیرہ
تو بہت سے ہیں مگر سب وہ وقتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ارشاد
ہے لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن (الحدیث) یعنی زنا کار جب زنا کرتا ہے تو وہ
اس وقت مومن نہیں ہوتا۔ مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے
وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے لیکن زنا کے بعد وہ نور ایمانی مسلمان کے
پاس آجاتا ہے مگر قطع لحیہ ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔ نماز پڑھتا
ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے روزہ کی حالت میں حج کی حالت میں غرض ہر عبادت
کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اس وقت بار بار یہ خیال آیا کہ ایک
رسالہ داڑھی کے متعلق مختصر سا لکھوں مگر ہندوستان کے قیام میں اس کا بالکل وقت
نہ ملا۔ ہندوستان سے واپسی پر وہ جوش تو اگرچہ باقی نہیں رہا مگر رسالہ لکھنے کا
خیال تو بدستور دامنگیر ہے۔ اس لئے آج ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ یوم چہار شنبہ بوقت
ظہر مسجد نبوی میں اس کی بسم اللہ تو کرا دی۔ اللہ تعالیٰ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے
کیونکہ اس وقت حجاج کرام کی رخصت اور ملاقات کی وجہ سے احباب کا ہجوم رہتا
ہے۔ واللہ الموفق لما یحب ویرضیٰ۔

اس رسالہ میں دو فصلیں لکھوانے کا خیال ہے فصل اول حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے پاک ارشادات داڑھی بڑھانے اور مونچھوں کے کٹوانے میں اور دوسری فصل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے علاوہ دوسروں کی تحریرات میں۔

فصل اوّل۔ داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کی تاکید میں

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ۔ الحدیث رواہ ابوداؤد وعزام فی رسالتہ فی حکم اللحیۃ فی الاسلام ص للشیخ محمد الحامد الشامی الی مسلم واحمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرۃ میں سے ہیں جن میں مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا ذکر فرمایا ہے۔

فائدہ بذل المجہود میں لکھا ہے کہ فطرۃ کے معنی سنن انبیاء ہیں یعنی یہ دس چیزیں جن میں مونچھوں کا کٹوانا اور ڈاڑھی کا بڑھانا بھی ہے، جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سنتوں سے ہے جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (یہ اشارہ ہے قرآن پاک کی آیت شریفہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ) یہ آیت شریفہ ساتویں پارہ کی ہے جس میں اوپر سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ ﷺ ان ہی کے طریقہ پر چلیے (بیان القرآن) بذل میں لکھا ہے کہ فطرت کے یہ معنی اکثر علماء سے نقل کیے گئے ہیں اور بعض علماء نے فطرت کے معنی سنت ابراہیمی یعنی حضرت ابراہیم

علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت قرار دی ہے۔ اور بعض علماء نے فطرت کے معنی یہ کئے ہیں کہ طبائع سلیمہ ان کو طبعًا قبول کرتی ہیں یعنی جو طبیعتیں ٹیڑھی نہ ہوں ان کو یہ سب چیزیں پسند ہیں اور مراد فطرت سے دین ہے جس کی طرف قرآن پاک کی دوسری آیت فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے اول انسان کے لئے پسند فرمایا ہے اور یہ دس چیزیں بھی دین کے توابع میں سے ہیں۔ بذل کے اس قول میں جس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ قرآن پاک کی دوسری آیت ہے۔ جو اکیسویں پارہ میں ہے۔

فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥

(الروم ع٤)

اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیے پس سیدھا دین یہی ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (بیان القرآن)

شیطان مردود نے جب وہ راندۂ درگاہ ہوا تھا تو کہا تھا وَلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ٥ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دونگا جس سے چارپاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنادیگا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا (بیان القرآن) حضرت

تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فوائد میں لکھا ہے کہ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ میں داڑھی منڈانا بھی داخل ہے اور صحیح لکھا ہے اور بھی متعدد روایات میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم ہے۔ رسالہ حکم اللحیہ فی الاسلام میں صحیح ابن حبان کے حوالہ سے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہٖ وسلم من فطرۃ الاسلام اخذ الشارب واعفاء اللحی فان المجوس تعفی شوار بہا و تحفی لحاھا فخالفوھم خذوا شوار بکم واعفوا لحاکُم۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی فطرت سے مونچھوں کا لینا ہے (کٹوانا) اور داڑھی کا بڑھانا ہے اس لئے کہ مجوسی لوگ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور داڑھی کو کٹواتے ہیں لہذا ان کی مخالفت کرو۔ مونچھوں کو کٹوایا کرو اور داڑھی کو بڑھایا کرو۔

فائدہ۔ اس حدیث پاک سے ان لوگوں کا خیال بھی باطل ہوگیا جو یوں کہتے ہیں کہ عرب میں چونکہ دستور داڑھی رکھنے کا تھا اس لئے عادۃً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم رکھوایا کرتے تھے کہ اس حدیث پاک میں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم صادر فرما دیا کہ داڑھی کا کٹوانا اور مونچھوں کا بڑھانا مجوسیوں کا شعار ہے۔ اس فعل میں مجوسیوں کی مشابہت ہے اور حدیث مشہور میں من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں شمار ہے۔

اس سے پہلی حدیث میں داڑھی کا بڑھانا سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ بتایا گیا ہے اور حدیث پاک میں داڑھی کا کٹوانا اور مونچھوں کا بڑھانا مشرکین اور مجوس کا شعار بتایا گیا ہے۔ کس قدر سخت وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی محفوظ فرمائے۔ حضرت

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کیا کرو۔ اور بھی متعدد احادیث میں یہ مضمون کثرت سے نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھی کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کیا کرو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹواؤ اور ایسے یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو ہمارے زمانہ میں نصاریٰ کی مشابہت اور ان سے تقرب حاصل کرنے کے واسطے یہ مصیبت شروع ہوئی تھی ورنہ مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں کافروں کے بڑے آدمی بھی ڈاڑھی رکھا کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت نقل کی ہے کہ ایک مجوسی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے ڈاڑھی منڈا رکھی تھی اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کہا یہ کیا بنا رکھا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارا دین ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے دین میں یہ ہے کہ مونچھوں کو کٹوادیں اور ڈاڑھی کو بڑھائیں (حکم اللحیہ فی الاسلام ص۹)

ابن عساکر وغیرہ نے حضرت حسن سے مرسلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ دس خصلتیں ایسی ہیں جو قوم لوط میں تھیں جن کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے ان دس چیزوں میں داڑھی کا کٹوانا اور مونچھوں کا بڑھانا بھی ذکر کیا ہے۔

حارث ابن ابی اسامہ نے یحییٰ ابن کثیر سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ ایک عجمی (کافر) مسجد میں آیا جس نے ڈاڑھی منڈا رکھی تھی۔ اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے ابھارا؟ تو اس نے کہا کہ میرے رب (بادشاہ) نے یہ حکم دیا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھوں کو کٹواؤں ایک دوسری روایت میں زید بن حبیب سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے داڑھی منڈائے ہوئے دو شخصوں کی طرف جو بادشاہ کسریٰ کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے۔ ان کی طرف نگاہ فرمانا بھی گوارا نہیں فرمایا اور فرمایا تمہیں ہلاکت ہو یہ حلیہ بنانے کو تمہیں کس نے کہا؟ انہوں نے کہا ہمارے رب نے (بادشاہ کسریٰ) نے حکم دیا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن مجھے میرے رب نے ڈاڑھی کے بڑھانے اور مونچھوں کے کٹوانے کا حکم دیا ہے (حکم اللحیۃ) یہ قصہ آگے مفصل آرہا ہے مرنے کے بعد قبر میں سب سے پہلے سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زیارت ہوگی کس قدر حسرت اور مایوسی کا وقت ہوگا۔ خدا نہ کرے کہ وہ ذات اقدس جس سے سفارشوں کی امیدیں ہیں وہ پہلے ہی وہلہ میں صورت دیکھ کر منہ پھیر لے۔

(۳) عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من لم یاخذ شاربہ فلیس منّا۔ (اخرجہ احمد والترمذی والنسائی وایضاً حکم اللحیۃ فی الاسلام)	زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فائدہ۔ کس قدر سخت وعید ہے لمبی لمبی مونچھیں والے اپنے آپ کو شریف سمجھیں اور سرکاری کاغذات میں اپنے آپ کو مسلمان بھی لکھوا دیں مگر سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو اپنے جماعت میں شمار کرنے سے انکار فرماتے ہیں۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو اپنی مونچھوں کو نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے طبع سلیم بھی مونچھوں کے بڑھانے سے کراہت کرتی ہے۔ پانی چائے وغیرہ پینے کی جتنی چیزیں بھی منہ میں جائیں گی وہ مونچھوں کے دھوون کے ساتھ جائیں گی اگر کوئی شخص کہے کہ مونچھوں کو دھو

کر پیالی میں رکھ کر اس کو پی لیں تو کس قدر گھن آوے گی لیکن پانی اور پینے کی چیز کا ہر گھونٹ اس دھوون کے ساتھ اندر جا رہا ہے مگر ذرا بھی گھن نہیں آتی امام احمد بن حنبلؒ نے کتاب الزہد میں عقیل بن مدرک سلمی سے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہدو کہ میرے دشمنوں کا کھانا (یعنی جو ان کے ساتھ مخصوص ہو جیسے نصاریٰ کا کھانا سوّر) نہ کھاویں اور میرے دشمنوں کا پانی نہ پیویں (جیسے شراب) اور میرے دشمنوں کی شکل نہ بنائیں اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ حقیقی دشمن ہیں (دلائل الاثر ص۱۱) پہلے کئی روایتوں میں گزر چکا کہ داڑھی کا منڈانا اعاجم کا یعنی مشرکین کا شعار ہے جس کی مخالفت کا حکم کئی حدیثوں میں گزر چکا۔

(۴) وفی البخاری ص۸۷۵ کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ (حکم اللحیۃ فی الاسلام)

بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کو کتروا دیتے تھے۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ رسالہ داڑھی کے فلسفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم داڑھی کے طول وعرض میں سے کترا کرتے تھے اس لئے اس کی حد معلوم کرنی ضروری سمجھی گئی ہے چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے ان کے عمل کو اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترازو بنایا ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے فدائی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی میں نہایت زیادہ پیش پیش رہنے والے ہیں

ن کے عمل کو بطور معیار پیش کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عرض وطول میں داڑھی کا کترنا اسی مقدار اور کیفیت سے ہوتا تھا علاوہ ابن عمرؓ کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ داڑھی جب ایک مشت سے زائد ہو جائے تو زائد کو کترا دیا جائے پھر طبری نے اپنی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر رضی اللہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ساتھ ایسا کیا اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اسی عمل اور طریق کو فقہاء حنفیہ اور شافعیہ وغیرہ نے کتب فقہ وغیرہ میں ذکر کیا ہے

عن جابرؓ قال کنا نعفی السبال الافی حجة اوعمرة۔ (ابوداؤد)	ہم لوگ داڑھی کے اگلے اور لٹکنے والے حصہ کو بڑھا ہوا رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ میں یعنی حج وعمرہ سے فارغ ہو کر کتر دایا کرتے

تھے جس کی تفصیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے معلوم ہو گئی ہے۔ اسی حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں واخرج ابوداؤد من حدیث جابرؓ بسند حسن قال کنا نعفی السبال الافی حج اوعمرة وقولہ نعفی بضم اولہ وتشدید الفاء ای نترکہ وافراد هٰذا یؤید ما نقل عن ابن عمرؓ السبال بکسر المهملة وتخفیف الموحدة جمع سبلة بفتحتین وهی ماطال من شعر اللحیة فاشار جابر الی انهم یقصرون منها فی النسك۔ یہ حدیث صاف طور سے بتلا رہی ہے کہ عام صحابہ کرام تمام سال میں داڑھی کا اگلا اور لانبا حصہ کترواتے ہاں جب حج وعمرہ کرتے تھے تو ایک مشت سے زائد حصہ کو کتروا دیتے تھے۔ نیز جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی داڑھی مبارک کم از کم ایک مشت بلکہ اس سے زائد اتنی ثابت ہوتی ہے جس میں تخلیل (خلال) فرماتے تھے۔ کنگھی سے درست فرمایا کرتے تھے وہ اتنی بڑی گنجان تھی کہ اس نے سینۂ مبارک کے اوپر کے حصے کو طول وعرض کو بھر لیا تھا۔ حضرت عمرو بن یاسر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عمرؓ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صراحتًا یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشت یا اس سے زائد داڑھی رکھتے تھے اور رکھواتے تھے۔ تمام دوسرے صحابہ کا یہی عمل ہونا التزامًا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ داڑھی لمبی رکھتے تھے بجز حج اور عمرہ کے کتراتے نہیں تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام اور امت کو داڑھی بڑھانے کا بلا تحدید و تقلیل ارشاد اور حکم فرمایا ہے اس عمل کو بلا تحدید مسلمانوں کے لئے مابہ التمیز قرار دیا ہے کہ ان کا محض شعار اور یونیفارم ہوگا۔ نہ منڈوانا جائز ہوگا نہ خشخشی رکھنا اور نہ چوٹی رکھنا (ملتقط از داڑھی کا فلسفہ)۔ حکیم الاسلام الحاج قاری طیب صاحب نے اپنے رسالہ داڑھی کی شرعی حیثیت میں اس مضمون کو تفصیل سے تحریر فرمایا ہے اور مقدار قبضہ کو قرآن پاک احادیث اور صحابہ کے آثار سے ثابت فرمایا ہے۔ اسی میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داڑھی جب پکڑی تو وہ ایک مٹھی ہوگی جبھی تو پکڑی جائے گی ورنہ خشخشی کیسے پکڑی جائے گی۔ شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ واما الاخذ منها وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد - لیکن داڑھی کا کاٹنا جب کہ وہ مقدار قبضہ سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث قسم کے انسان حرکت کرتے ہیں۔ اس کو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا، یعنی تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی کا مقدار قبضہ سے کم کرنا جائز نہیں اور یہ اجماع خود ایک مستقل دلیل ہے اس کے وجوب کی حضرت امام محمدؒ نے اپنی کتاب الآثار

ص۱۵۱ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ) میں فرماتے ہیں عن محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن
ہیثم عن ابن عمرؓ انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص ما تحت القبضۃ قال
و بہ ناخذ وھو قول ابی حنیفہ - حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم سے روایت
امام ابو حنیفہ نے وہ ہیثم سے وہ ابن عمرؓ سے کہ وہ یعنی ابن عمرؓ اپنی ڈاڑھی مٹھی
لے کر مٹھی بھر سے زائد کو یعنی جو مٹھی سے نیچے لٹکی ہوئی باقی رہ جاتی کترا دیتے
تھے - امام محمد نے فرمایا کہ ہم اس کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور جز
ص۴۰۵ میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے -

فصل ثانی

۱ حضرت تھانوی اصلاح الرسوم ص۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ منجملہ ان رسوم
کے ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا اس طرح کہ ایک مشت سے کم رہ جائے یا مونچھیں بڑھانا
جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے - حدیث میں
ہے کہ "بڑھاؤ ڈاڑھی کو اور کترواؤ مونچھوں کو" روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے -
حضور نے صیغۂ امر سے دونوں حکم فرمائے اور امر حقیقتاً وجوب کے لئے ہوتا ہے -
پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے پس ڈاڑھی
کا کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں فعل حرام ہیں - اس سے زیادہ دوسری حدیث میں
مذکور ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے
گروہ سے نہیں - روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے جب اس کا گناہ ہونا
ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور ڈاڑھی بڑھانے
کو عیب جانتے ہیں بلکہ ڈاڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں - ان
سب مجموعۂ امور سے ایمان کا سالم رہنا ازبس دشوار ہے - ان لوگوں کو واجب ہے کہ
اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت

موافق حکم اللہ اور رسول کے بنا دیں اور عقل بھی کہتی ہے کہ داڑھی مردوں کے لئے ایسی ہے جیسے عورتوں کے لئے سر کے بال کہ دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورتوں کا سر منڈانا بدصورتی میں داخل ہے تو مردوں کا داڑھی منڈانا خوبصورتی کیسے ہے کچھ بھی نہیں رواج نے بصرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ترک بھی منڈاتے ہیں ہم ان کی تقلید کرتے ہیں اس کا وہی جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو حجت نہیں جو منڈآتا ہے بُرا کرتا ہے خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ بعض لوگ اپنے کو کم عمر ظاہر کرنے کو منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا موجب عار ہے یہ بھی ایک لغو خیال ہے۔ عمر تو ایک خداوندی عطیہ ہے جتنی زیادہ ہو نعمت ہے اس کا چھپانا یہ بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے اور بڑی عمر میں تو کمال حاصل کرنا زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں کمال کی دھن میں لگا رہتا ہے اور چند بے عقلوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے تو بہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا موجب عار ہے تو نعوذ باللہ کیا اسلام کو بھی جواب دے بیٹھیں گے؟ جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مذہب اسلام کو ترک نہیں کرتے فسّاق کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جاوے یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔

سخت افسوس یہ ہے کہ بعض طالب علم عربی پڑھنے والے اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ان کی شان میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ "چارپائے بر و کتابے چند" ان لوگوں پر سب سے زیادہ وبال پڑتا ہے۔ اول تو اوروں سے زیادہ واقف پھر اوروں کو نصیحت کریں مسئلے بتائیں خود بدعمل ہوں۔ عالم بے عمل کے حق میں کیا کیا وعیدیں قرآن و حدیث میں وارد ہیں پھر ان کو دیکھ کر اور جاہل گمراہ ہوتے ہیں ان کی گمراہی کا وبال ان ہی کے برابر ان پر پڑتا ہے جیسا اوپر بیان ہوا کہ جو شخص باعث ہوتا ہے

ی گناہ کا وہ بھی شریک اس کے وبال کا ہوتا ہے ۔میرے نزدیک مدرسین اور
تمین مدارس اسلامیہ پر واجب ہے کہ جو طالب علم ایسی حرکت کرے یا کوئی
رامر خلاف وضع شرعی کرے اگر توبہ کرے فبہا ورنہ مدرسہ سے خارج کردینا
اہیئے ایسے شخص کو مقتدائے قوم بنانا تمام مخلوق کو تباہ کرنا ہے ؂

بے ادب را علم وفن آموختن　　دادن تیغ است دست راہزن

اور یاد رہے کہ نائی کو بھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بناوے جو
شرعاً ممنوع ہو خواہ داڑھی کا یا سر کا کیونکہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے۔ اس کو چاہیئے
کہ عذر وانکار کردے فقط

از زکریا اللہ تعالیٰ جن سعادتمندوں کو توفیق عطا فرماتا ہے وہ باوجود ضرورتمند
ہونے کے داڑھی مونڈنے سے بڑی صفائی سے انکار کر دیتے ہیں مجھے اپنے دوستوں میں
سے کئی دوستوں سے سابقہ پڑا کہ انہوں نے بڑی پریشانیاں اٹھائیں مگر داڑھی
نہ مونڈنے کا جو عہد کیا تھا اس کو خوب نبھایا۔ ابھی چند سال کا قصہ ہے کہ ایک صاحب
پٹنہ بہار کے رہنے والے حاجی پیدل کے نام سے حج کے لئے جا رہے تھے جو ہر دو قدم
پر دو رکعت نفل پڑھتے تھے ان کے بہت سے اعزہ ڈپٹی کلکٹر، منصف جج وغیرہ
اونچے عہدوں پر فائز تھے یہ لوگ ان کے سفر کی خبر رکھتے تھے اور جب کسی ایسی جگہ
پر جہاں ریل کی سہولت ہو جانے کا حال معلوم ہوتا تو وہ ریل سے ان سے ملنے آیا کرتے
تھے وہ حاجی صاحب جب سہارنپور پہنچے تو میرے مخلص دوست حضرت اقدس رائپوری
نور اللہ مرقدہ کے مرید راؤ یعقوب علی خان کے یہاں قیام ہوا غالباً آگرہ کے ایک ڈپٹی
صاحب ان سے ملاقات کے لئے راؤ صاحب کے مکان پر پہنچے اور حجامت کے لئے نائی
کو بلایا اس نے بہت بہتر حجامت بنائی جس سے وہ صاحب بہت خوش ہوئے لیکن
جب داڑھی مونڈنے کا وقت آیا تو اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور یہ کام میں نے

عمر بھر نہیں کیا، میزبان نے کچھ اشارہ بھی کیا مگر مہمان بہت خوش ہوئے اور یاد پڑتا ہے کہ اس نائی کو کچھ انعام بھی اس پر دیا تھا۔

ع۲ حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ داڑھی کے فلسفہ میں جو ایک صاحب کے خط کے جواب میں لکھا ہے، لکھتے ہیں کہ ہر نظام سلطنت وسیاست میں مختلف شعبوں کے لئے کوئی نہ کوئی یونیفارم مقرر ہے۔ پولیس کا یونیفارم اور ہے فوج کا اور ہے، سوار کا اور ہے، پیادہ کا اور ہے، برّی فوج کا اور ہے بحری فوج کا اور ڈاکخانہ کا اور ہے وغیرہ وغیرہ پھر اس میں مزید تاکید اور سختی یہاں تک ہے کہ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفارم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے اور جس طرح یہ امر ایک نظام سلطنت اور حکومت میں ضروری خیال کیا جاتا ہے اسی طرح اقوام اور ملل میں بھی ہمیشہ اس کا خیال رکھا جاتا ہے اگر آپ تفحص کریں تو انگلینڈ، فرانس، جرمنی وغیرہ کو پائیں گے کہ وہ اپنے نشانات جھنڈے یونیفارم علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں۔ تاکہ واقف کار شخص ہر ایک کے سپاہی کو دوسرے سے تمیز کر سکے اور اسی سے میدان جنگ میں ملکی وسیاسی مقامات میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ ہر قوم اور ہر ملت اپنے اپنے یونیفارم اور نشانات کو محفوظ رکھنا از حد ضروری سمجھتی ہے بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے سے سخت سے سخت نتائج پیش آجاتے ہیں کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے کوئی توہین کر دیجئے دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہو جاتی ہے۔

الغرض یہ طریقہ امتیاز شعبہ ہائے مختلفہ اور اقوام وحکومت اور ملل کا ہمیشہ سے اور تمام اقوام میں اطراف عالم میں چلا آتا ہے اگر یہ نہ ہو تو کوئی محکمہ اور کوئی قوم اور کوئی حکومت دوسرے سے تمیز نہ کر سکے ہم کو کس طرح سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فوجی ہیں یا ملکی یہ پولیس ہے یا ڈاکیہ۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں اس کا لحاظ ضروری

سمجھا گیا ہے اور سمجھا جاتا ہے، جو قوم اور جو ملک اپنے یونیفارم اور نشان کی محافظ نہیں رہی وہ بہت جلد دوسری قوموں میں جذب ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ سکھوں نے اپنی امتیازی وردی قائم کی سر داڑھی کے بالوں کو محفوظ رکھا آج ان کی قوم امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور زندہ قوم شمار کی جاتی ہے۔ انگریز سولہویں صدی عیسوی کے اخیر میں آیا تقریباً ڈھائی سو برس گزر گئے نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ، پتلون، ہیٹ ٹائی نکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہیں چھوڑا یہی وجہ ہے کہ اس کو ۳۵ کروڑ افراد والا ملک اپنے میں ہضم نہ کر سکا اس کی قوم اور ملت علیحدہ ملت ہے مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتا ہے کہ جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم میں نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلے آنے والی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام و نشان مٹا چکیں۔ آج بجز تاریخی صفحات کے ان کا نشان کرۂ ارض پر نظر نہیں آتا مسلمانوں نے نہ صرف یہی کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ مذہب اسمار رجال و نساء، تہذیب و کلچر رسم و رواج زبان وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا اس لئے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی اور جب تک اس کی مراعات رکھیں گے رہے گی اور جب چھوڑیں گے مٹ جائیں گے۔ مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے اور باقی بھی جب ہی رہ سکتا ہے جب کہ وہ اپنے لئے خصوصیات وضع قطع میں تہذیب و کلچر میں بود و باش میں زبان اور عمل میں کرے اس لئے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جو کہ اپنے عقائد اخلاق و اعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیویہ اور تمام اقوام عالم سے بالاتر تھا اپنے خصوصیات اور یونیفارم مقرر کرے اور ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہو ان کے لئے جان لڑا دے اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم خداوندی تابعداروں کے یونیفارم ہوں جن سے

وہ اللہ تعالیٰ کے سرکشوں اور دشمنوں سے تمیز کر سکے (ان ہی کو شعار اسلام کہا جاتا ہے)
اور ان کی بنا پر باغیان اور بندگان بارگاہ الوہیت میں تمیز ہوا کرے چنانچہ یہی راز
من تشبہ بقوم فہو منہم کا ہے جس پر بسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصہ آجاتا ہے اسی بنا
جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص خاص یونیفارم
تجویز فرمائے کہیں فرمایا جاتا ہے فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس
کہیں اہل کتاب سے مانگ نکالنے میں مخالفت اختیار کی گئی اس بنا پر ازار اور پاجامہ نیز
ٹخنے کھولنے کا حکم کیا گیا۔ کہ اہل تکبر سے تمیز ہو جائے۔ اس کے بعد متعدد احادیث جو
اوپر گزر چکی ہیں لکھنے کے بعد حضرت نے تحریر فرمایا خلاصہ یہ نکلا کہ یہ خاص یونیفارم
اور شعار ہے جو کہ مقربان بارگاہ الوہیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے اور پھر دوسری
قومیں اس کے خلاف کو اپنا یونیفارم بنائے ہوئے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو
توڑنے والی اور اس سے بغاوت کرنے والی ہیں علاوہ ازیں ایک محمدی کو حسب
اقتضائے فطرت وعقل لازم ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے آقا سا رنگ ڈھنگ چال چلن اور
صورت سیرت فیشن کلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن
اور کلچر سے پرہیز کرے۔ ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضا یہی رہا ہے اور یہی ہر قوم
اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے آج یورپ سے بڑھکر روئے زمین پر حضرت محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے، واقعات کو دیکھئے
اس بنا پر بھی جو ان کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں ہم کو ان سے انتہائی متنفر ہونا چاہیئے
خواہ وہ کرزن فیشن ہو یا گلیڈ اسٹون فیشن ہو خواہ وہ فرنچ فیشن ہو یا امریکن، خواہ وہ
لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے، خواہ وہ زبان سے متعلق ہو یا تہذیب وعادات
سے ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب
چیزیں پیاری ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اوپری، بالخصوص

جو چیزیں دشمن کا خصوصی شعار ہو جائیں اس لئے ہماری جد وجہد یہ ہونی چاہیئے کہ ہم غلامان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے فدائی بنیں نہ کہ غلامان کرزن وہارڈنگ فرانس وامریکہ وغیرہ ۔ باقی رہا امتحان مقابلہ یا ملازمتیں یا آفس کے ملازموں کے طعنے وغیرہ تو یہ نہایت کمزور امر ہے سکھ امتحان مقابلہ بھی دیتے ہیں چھوٹے اور بڑے عہدوں پر بھی مقرر ہیں اپنی وردی پر مضبوطی سے قائم ہیں ۔ کوئی ان کو ٹیڑھی اور بینگی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا باوجود اپنے قلیل التعداد ہونے کے سب سے زیادہ ملازمتیں اور عہدے لئے ہوئے غرارہے ہیں ۔ (فقط مختصر از داڑھی کا فلسفہ) از زکریا۔ مجھ سے ۱۹۴۷ء میں بہت سے نوجوانوں نے خود کہا کہ ہم داڑھی منڈاتے تھے مگر اس قتل عام کے زمانہ میں اس ڈر سے رکھ لی کہ نہ معلوم کہاں مارے جاویں اور لوگ ہمیں ہندو سمجھ کر جلادیں، یہ خطرہ تو ہر وقت موجود ہے نہ موت کا وقت معلوم ہے نہ جگہ ۔

۳ مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنے رسالہ "داڑھی اور انبیاء کی سنتیں" میں لکھا ہے داڑھی منڈانے کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے ایک فرد بھی امت میں اس کے جواز کا قائل نہیں ہے ۔ اس کے بعد علماء کی چند تصریحات نقل کی ہیں جس میں صاحب منہل شارح ابو داؤد کی یہ عبارت نقل کی ہے ۔

فلذلك كان حلق اللحية محرمًا عند ائمة المسلمين المجتهدين ابی حنيفه ومالك والشافعی واحمد وغيرهم ۔ اسی وجہ سے داڑھی منڈانا سب اماموں کے نزدیک حرام ہے امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اس کے بعد حضرت تھانوی نورہ اللہ مرقدہ کا قول نقل کیا ہے قولہ لم يبحه احد نص فی الاجتماع در مختار کا قول لم یبحہ اور داڑھی منڈانے کی حرمت پر اجماع کی صریح دلیل ہے اس کے بعد فقہائے امت کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں ۔

مولانا عاشق الٰہی صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ داڑھی کی قدر و قیمت میں ائمہ اربعہ کے فقہاء کی عبارتیں نقل کی ہیں اس میں شافعیہ کی کتاب العباب سے نقل کیا ہے۔ قال ابن الرفعة بان الشافعی نص فی الام بالتحریم۔ اور امام ابن الرفعہ کہتے ہیں کہ کتاب الام میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔ اس کے بعد کتاب الابداع سے مالکیہ کا مذہب نقل کیا ہے جس کی عبارت کتاب حکم اللحیہ فی الاسلام میں نقل کی ہے۔ وقد اتفقت المذاهب الأربعة علیٰ وجوب توفیر اللحیة وحرمة حلقها مذهب السادة المالکیة حرمة حلق اللحیة وکذا قصها اذا کان یحصل بها المثلة حضرات مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور اسی طرح کاکتروانا بھی حرام ہے جبکہ اس سے صورت بگڑے۔ فقہ حنبلی کی کتاب شرح المنتہیٰ اور شرح منظومۃ الآداب میں لکھا ہے۔ المعتمد حرمة حلقها ومنهم من صرح بالحرمة ولم یحك خلافاً کصاحب الانصاف معتبر قول یہی ہے کہ داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور بعض علماء مثلاً مؤلف انصاف نے حرمت کی تصریح کی ہے اور اس حکم میں کسی کا بھی خلاف نقل نہیں کیا وفی رسالة تحریم حلق اللحی للشیخ عبد الرحمٰن قاسم ص۲ قال الشیخ الاسلام ابن تیمیه رحمه الله تعالیٰ یحرم حلق اللحیة وقال القرطبی لایجوز حلقها ولا نتفها ولا قصها وحکی ابو محمد بن حزم الاجماع علی ان قص الشارب واعفاء اللحیة فرض واستدل بحدیث ابن عمرؓ خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واعفوا اللحی وبحدیث زید بن ارقم المرفوع من لم یاخذ شاربه فلیس منا (صححه الترمذی) اس کے بعد شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے یہود و نصاریٰ کی مشابہت کی مخالفت کی روایات نقل کر کے لکھا ہے کہ ان کی مخالفت شریعت میں مطلوب ہے اور ظاہر میں مشابہت ان سے محبت اور

دوستی پیدا کرتی ہے جیسا کہ باطنی محبت ظاہری مشابہت میں اثر انداز ہے۔ یہ امور تجربہ سے ظاہر ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور اسی پر مرجائے تو ان ہی کے ساتھ حشر ہوتا ہے۔ تمہید میں ہے کہ داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور مردوں میں سے ہیجڑے ہی اس کا مرتکب ہوتے ہیں حضرت عمرؓ اور ابن ابی لیلیٰ قاضی مدینہ نے اس شخص کی شہادت رد فرمادی جو داڑھی نوچتا تھا۔ اس رسالہ میں بہت سی روایات اور آثار ڈاڑھی منڈانے کی ممانعت کے ذکر کئے ہیں۔ کسریٰ کے قاصدوں کا قصہ مختصراً پہلے گزر چکا مولانا میرٹھی نے اس کو مفصل لکھا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ خسرو پرویز شاہ ایران کے پاس حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا والا نامہ پہنچا تو اس نے نامہ مبارک دیکھتے ہی غصہ سے اُس کو چاک کر دیا اور زبان سے کہا کہ ہماری رعایا کا ادنیٰ شخص ہمیں خط لکھتا ہے اور اپنا نام ہمارے نام سے پہلے لکھتا ہے۔ اس کے بعد خسرو (کسریٰ) نے باذان کو جو یمن میں اس کا گورنر تھا اور عرب کا تمام ملک اسی کے زیر اقتدار سمجھا جاتا تھا یہ حکم بھیجا کہ اس شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کردو۔ باذان نے ایک فوجی دستہ مامور کیا جس کے افسر کا نام خر خسرو تھا۔ نیز حالات محمدیہ پر گہری نظر ڈالنے کے لئے ایک ملکی افسر بھی اس کے ساتھ کیا جس کا نام بانویہ تھا یہ دونوں افسر جس وقت بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے تو رعب نبوت کی وجہ سے ان کی رگہائے گردن تھرتھرا رہی تھیں۔ لوگ چونکہ آتش پرست پارسی تھے۔ اس لئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور اپنے بادشاہ کسریٰ کو رب کہا کرتے تھے۔ ان کے چہرہ پر نظر ڈال کر آپ کو تکلیف پہونچی اور پہلا سوال ان سے یہ کیا کہ ایسی صورت بنانے کو تم سے کس نے کہا ہے انہوں نے

جواب دیا کہ ہمارے رب کسریٰ نے۔ آپ نے فرمایا مگر میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کترواؤں۔ قصہ طویل ہے مگر یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ غیر مسلم سفیروں کی اس صورت اور شکل سے بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو طبعی تکلیف ہوئی فقط

از زکریا اس قصہ کو مولانا محمد یوسف رحؒ نے حیاۃ الصحابہ میں مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے مسلمانوں کے سوچنے کی بات ہے کہ مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا ہوگا اور اس داڑھی منڈے ہوئے چہرے سے اس پاک ذات کو کتنی تکلیف ہوگی جس کی شفاعت پر ہم مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ اس کے بعد مولانا میرٹھی لکھتے ہیں کہ مرزا قتیل کا قصہ آپ نے سنا ہوگا ان کے صوفیانہ کلام سے متاثر ہوکر ایک ایرانی شخص ان کا معتقد ہوگیا اور زیارت کے شوق میں وطن سے چلا جس وقت ان کے پاس پہنچا تو مرزا داڑھی کا صفایا کر رہے تھے اس نے تعجب سے دیکھا اور کہا آغا ریش می تراشی (جناب آپ داڑھی منڈا رہے ہیں) مرزا نے جواب دیا بلے موئے می تراشم۔ دلے کسے نمی خراشم (ہاں بال تراش رہا ہوں کسی کا دل تو نہیں چھیل رہا ہوں) گویا دل بدست آور کہ حج اکبر کی طرف صوفیانہ اشارہ کیا کہ اپنے متعلق انسان جو چاہے کرے مگر مخلوق خدا کا دل نہ دکھائے ایرانی نے بے ساختہ جواب دیا آرے دل رسول می خراشی کسی کا دل دکھانا چہ معنی؟ تم تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل چھیل رہے ہو۔ یہ سن کر مرزا کو وجد آگیا اور بے ہوش ہوکر گر پڑے ہوش آیا تو یہ شعر زبان پر تھا ؎

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی مرا باجان جاں ہمراز کردی

پس اگر محبوب خدا کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کی ہمت نہیں رکھتے تو

خدا کے واسطے آپ کا دل تو نہ دکھاؤ۔ مولانا نے جو شعر لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے جزاء خیر دے کہ تو نے میری آنکھ کھول دی اور مجھے جان جاناں کے ساتھ ہمراز کر دیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت اللہ جل شانہ کی اذیت ہے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے من اذانی فقد اذی اللہ تعالیٰ جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ جب غیر مسلموں کے داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچی تو جو لوگ امتی کہلاتے ہیں، ان کے اس ناپاک فعل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی تکلیف ہوگی۔

مولانا میرٹھی تحریر فرماتے ہیں کہ اب داڑھی کی طبی حیثیت بھی ملاحظہ فرمایئے طب یونانی تو پہلے ہی طے کر چکی تھی کہ داڑھی مرد کے لئے زینت ہے اور گردن اور سینے کے لئے بڑی محافظ ہے مگر اب تو ڈاکٹر بھی الٹے پاؤں لوٹنے لگے ہیں چنانچہ ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ داڑھی پر بار بار استرہ چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور ہوتی جاتی ہے دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ نیچی داڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہنچنے سے روک لیتی ہے اور ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں داڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے داڑھی کے پیدا ہوگی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادہ منویہ کم ہوتے ہوئے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائے گا یہ اس ڈاکٹر کی پیشنگوئی نہیں جس کا تعلق نجوم سے ہے بلکہ ایک طبعی اصول ہے صاف لہجہ والا بچہ اگر بار بار کسی ہکلے کی نقل اتارتا رہتا ہے تو چند ہی روز میں ہکلا بن جاتا ہے پھر کتنی ہی کوشش کرے ایک بات بھی بغیر ہکلاہٹ کے نہیں کر سکتا۔ اس بحث میں سب سے زیادہ

واضح تحریر امریکن ڈاکٹر چارلس ہومر کی ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا بلفظہ ترجمہ یہ ہے ایک مضمون نگار نے داڑھی مونڈنے کے لئے برقی سوئیاں ایجاد کرنے کی مجھ سے فرمائش کی ہے تاکہ وہ تمام وقت جو داڑھی مونڈنے کی نظر ہوتا ہے بچ جائے لیکن سمجھ میں نہیں آتا آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے لوگ جب سروں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرہ پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔ کسی کے سر پر سے اگر کسی جگہ کے بال اڑ جائیں تو اسے اس گنج کے اظہار سے شرم آیا کرتی ہے لیکن یہ عجب تماشا ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ذرا نہیں شرماتے جو کہ مرد ہونے کی سب سے زیادہ واضح علامت ہے۔

داڑھی اور مونچھیں انسان کے چہرے کو مردانہ قوت، استحکام سیرت، کمال فردیت اور علامات امتیاز بخشتی ہیں۔ اور اس کا بقا و تحفظ بھی دلیری کی بنا پر ہوتا ہے یہی تھوڑے سے بال ہیں جو مرد کو زنانہ صفات سے ممتاز بناتے ہیں۔ کیونکہ اس کے علاوہ بدن کے تمام بالوں میں مرد اور عورت دونوں مشترک ہیں۔ عورتیں اپنے دلوں میں داڑھی اور مونچھوں کی بڑی قدر رکھتی ہیں اور باطن میں بے ریش مردوں کی بہ نسبت باریش مردوں کی زیادہ دلدادہ ہوتی ہیں اور بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو داڑھی اور مونچھیں اچھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن اس کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ فیشن کی غلام اور لباس کی ماتحت ہوا کرتی ہیں اور بدقسمتی سے آج کل داڑھی اور مونچھیں فیشن کی بارگاہ سے مردود ہو چکی ہیں۔ نتھنوں اور منہ کے سامنے تھوڑے سے بالوں کی موجودگی ایک اچھی چھلنی کا کام دیتی ہے اور مضرت رساں خاک مٹی اور بہت سے جراثیم ناک یا منہ میں نہیں جانے پاتے لمبی اور گھنی داڑھی گلے کو سردی کے اثرات سے بچائے رکھتی ہے دیکھئے ڈاکٹر ہومر داڑھی منڈانے کو جہ

کا گنج اور فیشن کی غلامی کو زنانہ خصلت بتاتا ہے اس کے نزدیک استقلال شجاعت حوصلہ ہمت تمامی مردانہ خصائل اور زینت کا مدار داڑھی ہے وہ آپ کے کھانسی زکام نزلہ میں مبتلا رہنے کا سبب آپ کی اسی عادت کو قرار دیتا ہے اور پھر آگے لکھتا ہے کہ داڑھی اور مونچھیں پھر دنیا میں واپس آرہی ہیں اور ان ہی کے ساتھ وہ فوقیت بھی واپس آئے گی۔ جو قدرت نے مرد کو عورت پر دی ہے۔ کسی داڑھی رکھنے والے مرد نے کبھی اپنی بیوی کو نہیں چھوڑا تھا داڑھی والا انسان اپنی داڑھی کی ہمیشہ لاج رکھتا تھا اس میں ایک آن ہوتی ہے جو مرد کی شان کو شایاں ہے۔

آخر ایک پورے نوجوان مرد کو یہ تمنا کیوں ہوئی کہ اس کا چہرہ بچوں کا سا نظر آئے خدا نے داڑھی اور مونچھیں اسی واسطے بنائی تھیں کہ جن سے مردوں کے چہرے کی زینت ہو جو لوگ داڑھی کا مذاق اور مخول اڑاتے ہیں وہ حضرت یسوع مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اور مخول اڑاتے ہیں اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام داڑھی رکھتے تھے۔ دیکھا آپ نے کہ ایک عیسائی اپنی مذہبی وطبی تحقیق میں مختصر لفظوں میں کیا کچھ کہہ گیا اس کے نزدیک جوان کو مرد بے ریش بننے کی تمنا کرنا رجعت قہقری ہے۔ جیسے انسان پھر بندر بننے کی تمنا کرنے لگے اور انیس صدیاں گزرنے پر بھی اپنے نبی کی اتنی قدر کرتا ہے کہ داڑھی کا مضحکہ اڑانے والوں کو یسوع مسیح علیہ السلام کا مضحکہ اڑانے والا بتاتا ہے اس لئے کہ وہ داڑھی رکھتے تھے۔ مدعیان اسلام بتائیں کہ وہ کیا قدر کر رہے ہیں سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جن کے امتی بن کر قبل قیامت یہی حضرت مسیح تشریف لائیں گے۔ ہم نے چارلس ہومر کا مضمون بجنسہ درج کر دیا ہے کہ تصرف وخیانت عیب ہے مگر مونچھوں کے متعلق ہمیں اس کی رائے سے اختلاف ہے خود ہومر کو بھی اس کا اقرار ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی مونچھیں بڑھی ہوئی نہ تھیں ورنہ جہاں اس نے اس کا اظہار کیا ہے کہ یسوع مسیح داڑھی رکھتے تھے وہیں ان کی بڑھی مونچھیں

رکھنے کا بھی ضرور ذکر کرتا مولانا میرٹھی کے رسالہ کا خلاصہ ختم ہوا۔ اس ناکارہ نے جب یہ رسالہ شروع کیا تھا اس وقت تو صرف مولانا میرٹھی کا رسالہ ذہن میں تھا اور وہ بھی مدینہ میں نہیں تھا۔ مگر شروع کرنے کے بعد احباب نے بہت سے رسالہ اس مضمون کے اپنے اپنے پاس سے لاکر دیئے تو خیال بھی ہوا کہ ماشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں تو بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اس لئے میں نے تو اپنے رسالہ کو ملتوی کر دیا تھا مگر بعض دوستوں کا اصرار ہوا کہ مختصر ہی سہی جب شروع کر دیا تو کچھ نہ کچھ لکھدیا ہی جائے میں نے بھی سوچا کہ ضرورت کے درجہ میں تو واقعی ضرورت نہیں ہے مگر احیاءِ سنت کے ثواب میں شرکت تو میری بھی ہو ہی جائے گی، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی والوں کا مذاق اڑاتے ہیں ان کو تو میں ایک شعر سنایا کرتا ہوں ؎

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکیں　　　وہ نہ سمجھے کہ میری بزم کے قابل نہ رہا

سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شافع المذنبین کی خوشنودی کے مقابلہ میں احمقوں کا مذاق کیا قابل التفات ہے؟

فقط والسلام

زکریا کاندھلوی

شب جمعرات ۵ صفر ۱۳۹۶ھ مدینہ منورہ

۵/۲/۷۶ء

داڑھی کی اسلامی حیثیت

مُصنّفہ

حضرتِ مولٰنا قاضی محمد شمسُ الدّین صاحب نقشبندی مجددی

خلیفہ حضرت شیخ الزمان مولٰنا محمد عبداللہ صاحب خانقاہ مجدّدیہ سراجیہ کُندیاں

جس میں

کتاب وسُنّت، فِقہ مذاہب اربعہ، اور اجماعِ اُمّت سے داڑھی رکھنے کی فضیلت، داڑھی کی شرعی اور سیاسی حیثیت اور اہمیّت، داڑھی رکھنے کے فضائل. داڑھی مُنڈانے کا گناہ، داڑھی مُنڈانے کی تاریخ اور داڑھی مونچھوں کے دوسرے احکام مفصّل اور مدلّل بیان کئے گئے ہیں.

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

فہرست مضامین

عمرہا در کعبہ و بتخانہ مے نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

تشکر و امتنان

میں اپنے پیر و مرشد ہادی طریقت و حاملِ نسبت مجددیہ حضرت مولنا محمد عبد اللہ صاحب خلیفہ و جانشین قطبِ زمان اعلیٰ حضرت مولنا احمد خان صاحب قدس سرہما خانقاہ سراجیہ مجددیہ کُندیاں شریف کا شکر کس زبان اور کس قلم ادا کروں جن کی نگاہِ کرم کی برکت سے مجھ جیسے ہزاروں خدام کو نفس کی شرارتوں سے امان اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی۔

یہ ناچیز تحفہ انہی مقدس عاشقانِ رسول و سنت رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔ جن مسلمانوں کو اس کے مطالعہ سے سنتِ نبویہ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا وسلم) پر عمل کی توفیق ہوئی یا آئندہ جن کو اس کتاب سے فائدہ حاصل ہو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب سے ان کے درجاتِ عالیہ میں ترقی عطا فرمائے۔ اور ہم کو ان کی رفاقت نصیب کرے آمین۔

شمس الدین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حمد و صلوٰۃ کے بعد ـــــ تجدید و احیائے دین کے ایک نئے مدعی صاحب کی طرف سے عرصہ سے سننے میں آرہا ہے کہ شریعتِ اسلامی میں ڈاڑھی کی کوئی خاص حد مقرر نہیں بلکہ صرف اتنی ہی ڈاڑھی کافی ہے جس سے تھوڑی سی "روسیاہی" حاصل ہو جانے سے آدمی نسوانی دنیا میں ممتاز ہو جائے۔

اور زیادہ تعجب تو تب ہوا جب یہاں (ہری پور ہزارہ) کے ایک خطیب صاحب سے بھی سنا کہ شرعاً ڈاڑھی کی کوئی خاص حد محقق نہیں۔ بنا بریں فقیر کو باوجود علمی بے بضاعتی کے مجبوراً اس مسئلہ پر قلم اٹھانا پڑا۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ کتاب و سنت سے کافی دلائل و شواہد اس مسئلہ پر یکجا ہو گئے۔ کہ اگر خالی الذہن ہو کر ان کا مطالعہ کیا جائے تو اطمینانِ قلب و شرحِ صدر کے لئے کافی ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے جو قرآنِ پاک میں بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک کہ مسلمان ان کا مذہب اختیار نہ کرلیں۔ اور عیسائیوں کا فساد تو اتنا واضح اور زیادہ ہے کہ دو ملعون عیسائی مسلمانوں کا رُوپ دھار کر مدینہ طیبہ میں گنبد خضراء کے اندر سرنگ لگانے پہنچ گئے تھے۔ اور پھر سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے تھے۔ ہندوستان میں فرنگیوں کی ابتدائی عملداری میں قلمی قرآن شریف خریدنے اور اس میں تحریف کرنے کا واقعہ مشہور اور مقدمہ تفسیر حقانی میں مذکور ہے صفحہ ۷۳

وزیر اعظم برطانیہ لارڈ گلیڈسٹون یہ ارمان سینہ میں ہی لیکر دنیا سے رخصت ہوا کہ کسی طرح قرآن شریف سے سورۂ انفال اور سورۂ توبہ ہی نکال دی جائیں۔ تاکہ عثمانی تلوار سے عیسائی یورپ کو شاید امان نصیب ہو سکے۔

مسلمانوں نے کوئی علمی ترقی کی ہو یا عمرانی۔ انگریزوں کے منہ سے یہ رال ٹپکتی ہی رہتی ہے۔ کہ اس عظمتِ کمال کو یورپ کی طرف منسوب کریں۔ نیکیوں کی "نئی تحقیق" یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی رومن لا سے مرتب کی ہے (سیرت النعمان صفہ ۱۱۹) اور تاج محل آگرہ اور مقبرہ لاہور اطالوی انجنیروں نے بنایا تھا (اشارات مؤلفہ مشرقی صفہ ۱۱۷)۔

ہندوستان میں انیسویں صدی کی ابتداہی سے عیسائیوں نے ہر طرح کی جارحانہ تبلیغی یلغار مسلمانوں پر کردی۔ ان کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ تمام مسلمانوں کو عیسائی بناکر ہی دم لیا جائے۔

عیسائیت کی اس جارحیت کے ردِ عمل میں ۱۸۵۷ء کا وہ مشہور جہاد آزادی ہند — جس کو فرنگی اور فرنگی کے کاسہ لیس غدر کا نام دیتے ہیں — واقع ہوا۔ اس جہاد میں ہندوستانیوں نے بلا لحاظ مذہب و ملت بہادر شاہ ظفر کے جھنڈے تلے عیسائیت سے گلو خلاصی کی پُرزور جدوجہد کی۔ گو یہ تحریک بظاہر کامیاب نہ ہو سکی تاہم عیسائیوں کی سیدھی (DIRECT) جارحانہ تبلیغ سے مسلمانوں کو نجات مل گئی۔ جب عیسائیوں نے یہ صورت حال دیکھی اور یہ اندازہ لگالیا کہ مسلمانوں کے خلاف تبلیغ کا "ڈائرکٹ ایکشن" کامیاب نہیں ہو سکتا تو انہوں نے ہمرنگ زمیں (under ground) دام بچھایا۔ اور دو کام کئے

پہلا کام: پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کے مذہب اور تمدن کو غیر محسوس طریقے سے ختم کرنا چاہا۔ اسی بنا پر انہوں نے ہر اس بات کو اپنی تہذیب قرار دے دیا جو چاہے کتنی ہی تکلیف دہ اور بدنما ہو۔ مگر ہو اسلامی تہذیب کے خلاف! مثلاً اسلامی تہذیب میں

دائیں ہاتھ سے کھانا ہے تو انہوں نے بائیں ہاتھ سے شروع کر دیا۔ اسلامی تہذیب میں ہاتھ سے کھانے کی بے تکلفی ہے تو انہوں نے چھری کانٹے کا تکلف اختیار کر لیا۔ اسلام گھٹنے ڈھانکنے کا حکم دیتا ہے تو انہوں نے نیکر ایجاد کر کے پورے ران ہی ننگے کر لئے۔ اسلام بے ضرورت کُتے رکھنے کی ممانعت کرتا ہے تو انہوں نے شوقیہ سگ پروری کو فرائضِ حیات میں داخل کر لیا۔ اسلامی تہذیب میں بیٹھ کر پیشاب کرنا ہے تو انہوں نے کھڑے کھڑے پیشاب کرنا مقرر کر دیا۔ اسلامی تہذیب میں بیت الخلاء میں پاؤں پر بیٹھ کر قضا حاجت سے فارغ ہونا ہے تو انہوں نے "کموڈ" پر ٹانگیں لٹکا کر اس لئے پاخانہ پھرنا شروع کر دیا کہ کھڑے ہو کر قضائے حاجت کی کوئی صورت ممکن نہیں تھی۔ اگر ہوتی تو اسلام دشمنی میں ضرور یہ "صاحب لوگ" کھڑے کھڑے فارغ ہو جاتے۔ اب جب کموڈ سے اٹھے تو اکڑوں کھڑے ہو کر نیم وا محلِ براز کو دائیں ہاتھ سے بجائے مٹی کے ڈھیلوں کے ——جو خوب جاذب اور مصفیٰ ہوتے ہیں—— بیت الخلائی کاغذ (TOILET PAPER) سے صاف کیا۔ گویا بجائے صفائی کے الٹا غلاظت کو لیپ لیا۔ کیونکہ اطمینان سے پاؤں پر بیٹھ کر ڈھیلوں سے فرنگی اخلاق (Etiquette) کے خلاف جو ٹھہری۔ اب پانی سے استنجا بھی نہ کیا۔ اور اسی حالتِ غلاظت میں پانچ دس گھڑے پانی کے ٹب میں جا کر بیٹھ گئے اور وہی پاخانہ آمیز (Mixture) منہ آنکھوں کانوں اور سر میں ڈال رہے ہیں اور اسی سے کلیاں اور غرغرے کر رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں کہ صفائی حاصل ہو رہی ہے۔ اس غلاظت کے ساتھ بسا اوقات جنابت کی پلیدی بھی مستزاد ہو کر "نورٌ علیٰ نور" تو نہیں البتہ "ظلمات بعضها فوق بعض" کا مصداق بن جاتی ہے اور "صاحب بہادر" تولئے سے بدن خشک کر کے خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ خوب صفائی حاصل ہو گئی ہے۔ "برعکس نام زنگی نہند کافور"۔ کی اس سے بہتر اور کیا تصویر کھینچی جا سکتی ہے "قیاس کن زگلستان او بہارش را"۔

دوسری طرف اسلامی قوانین طہارت کی رو سے اتنی نجاست والا آدمی اگر ایک بڑے کنویں میں بھی داخل ہو جائے تو سارا کنواں ہی ناپاک ہو جائے۔

ع۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

غرضیکہ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے اوڑھنے پہننے ہر حرکت و سکون میں انہوں نے کوشش کی کہ کوئی ایسی ترکیب ایجاد کی جائے جو غیر محسوس ہو۔ اور پھر اسلامی طریقے کے خلاف ہو—! پھر اپنی تہذیب کو پوری جارحیت اور ڈھٹائی مگر انتہائی غیر محسوس طریقے سے ہمارے پورے لباس۔ نشست و برخاست مذہب، تمدن، طرزِ معاشرت، طرزِ گفتگو، طرز تحریر و تقریر غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں پوری مضبوطی اور ڈھٹائی بلکہ سینہ زوری سے جاری کرنے کی انتھک کوشش کی۔ اسی قبیل سے ڈاڑھی منڈانا بھی ہے۔

یہاں آکر انگریز کی سخت جانی کی داد بھی دینی پڑتی ہے کہ اس نے اسلامی تہذیب کو مٹانے کے لئے بعض بدنما اور تکلیف دہ کام بھی اختیار کرلئے اور پوری سخت جانی و مستقل مزاجی سے خود تکلیف برداشت کرتا چلا گیا کہ تکلیف ہوتی ہے تو ہو مگر اسلام کی مخالفت ہوتی رہے۔

مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سخت تکلیف دہ ہے۔ کہ پاؤں پر پیشاب کے چھینٹے پڑتے ہیں۔ پتلون اور بوٹ خراب ہوتے ہیں۔ مگر پروا نہیں کہ اس سے اگر اسلام کی مخالفت ہوتی ہے تو یہ تکلیف تکلیف نہیں بلکہ عین راحت ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ سعی مسلسل بھی جاری رکھی کہ مسلمان اپنی وضع قطع چھوڑ کر اسی کی وضع قطع اختیار کرلیں۔

مسلمانوں پر اس کا اثر: افسوس کہ بعض مسلمانوں نے دانستہ طور پر انگریز کی دلی آرزو کو عملاً اپنایا۔ آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے بے حس مسلمان فرنگی کی ملعون تہذیب سے متاثر اور ملوث ہو چکے ہیں۔

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا　　وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

اور اسی فیصدی بھولے اور غافل مسلمان اس کے ہمرنگِ زمین جال میں پھنس چکے ہیں۔ بیچارے کرتے بھی کیا۔ ع "بود ہمرنگ زمیں دام گرفتار شدند"۔

اب یہ حالت ہے کہ انگریزی کالجوں کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اکثریت انگریزی تہذیب کی دلدادہ ہو چکی ہے۔ اور ہمہ تن اس دھن میں مصروف ہے کہ فرنگی تہذیب کو نظام حیات کے ہر شعبے میں اپنایا جائے۔ نام رکھیں گے تو انگریزوں جیسا مثلاً نام ہوگا مرزا غلام حسین اور سید غلام مرتضیٰ مگر یہ لکھیں جی۔ ایچ مرزا اور جی۔ ایم سید۔ ع "افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی"۔

الغرض ان نو تہذیبی حضرات کے پاخانے غسل خانے، باورچیخانے، طعام خانے مہمان خانے آرام گاہیں ملاقات گاہیں۔ سب کے سب ہی انگریزی تہذیب کے آئینے نظر آئیں گے۔ ان مسکینوں کو کیا خبر کہ اقبال نے ان کے لئے ہی کہا ہے۔

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی

حالانکہ ہمارا پورا اسلامی نظام حیات فرنگی نظام حیات سے لاکھوں درجہ بہتر موجود تھا۔ مگر ان حضرات کی اب حالت یہ ہے کہ ع

ان مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے۔

اور اب تو نوبت یہاں تک آپہنچی کہ درزیوں، نائیوں بلکہ بھنگیوں تک کی روٹی انگریزی بولے بغیر ہضم نہیں ہوتی۔ "ٹیلرنگ ہاؤس" "ہیر کٹنگ سیلون"۔ اور "سویپر یونین" کے بورڈ جا بجا آویزاں ملیں گے۔ حکومت سے اردو کو پاکستان کی قومی زبان بنانے کا مطالبہ ہے مگر آجکل کے عام نوجوانوں کی باتیں سنئے تو اپنی قابلیت اور ہمہ دانی کے اظہار کے شوق میں بے ضرورت آدھے سے زیادہ الفاظ انگریزی کے گھسیٹ گھسیٹ کر اچھی بھلی اردو

کو جناتی زبان بناتے نظر آتے ہیں اور ہمہ تن انگریز بننے کے خبط میں فنا ہوئے جاتے ہیں۔ ان حالات میں جب کہ ہم خود اُردو کو اس کا جائز مقام نہ دیں تو حکومت کو کیا پڑی کہ وہ اُردو کو ملک کی سرکاری زبان قرار دے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جہاں میدان جہاد میں مسلمانوں نے یورپ کے آدھے ممالک فتح کر لئے اور اسلام کی خاراشگاف تلوار کے سامنے پورا یورپ گھٹنے ٹیک کر رہ گیا میدان ثقافت میں آج تقریبًا پورے عالم اسلام کی تہذیب یورپین تہذیب کے آگے گھٹنے ٹیکے دم توڑ رہی ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔

سچ ہے ۔ ؎

قیامت ہے کہ حبل اللہ سے کٹ کر اٹھا مُسلم   اور انگریزوں کی بودی بے بٹی رسی سے جا لٹکا

اس حقیقت کو پیش نظر رکھنے کے بعد واضح ہو کہ انیسویں صدی تک یورپ بھر میں ڈاڑھی عوام اور شرفا کا شعار سمجھی جاتی تھی۔ روم کے آخری دور کے بادشاہ کے پاس جب ایک بے ریش شخص بطور سفیر پہنچا تو اس نے خفگی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ

"کیا تمہارے بادشاہ کو ڈاڑھی والا کوئی شخص نہ ملا؟"

(بحوالہ الصدیق ملتان بابت اپریل ۱۹۵۸ء)

مشہور پرتگیز امیرالبحر جان دی کیسٹرو نے "گوا" میں جب کسی سے ایک ہزار کی رقم قرض لی تو اس کے عوض یہ کہتے ہوئے اپنی ڈاڑھی کے چند بال گروی رکھے کہ "دنیا کا تمام سونا بھی میرے ان بالوں کی برابری نہیں کرسکتا۔"

(حوالہ بالا)

"خود ہمارے اپنے ملک میں چند سال پہلے تک ڈاڑھی منڈانا بطور شرط ذکر کیا جاتا تھا۔ کہ اگر یہ کام یوں نہ ہوا تو ڈاڑھی منڈا دوں گا۔"

بارییش اینڈ ورڈ ہفتم کے روپے چند سال پہلے تک اور باریش ڈنلپ کے ٹائر

اب بھی دستیاب ہوتے ہیں۔

لاہور ہائیکورٹ کے کچھ سابق بارِیش چیف ججوں کے فوٹو اب بھی چیف جسٹس ہال میں آویزاں ہیں۔ تاریخ اسلام میں بھی ہے کہ جب "بازان" گورنر یمن کے دو ڈاڑھی منڈے سفیر حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ان کی شکل پر ناراض ہو کر منہ پھیر لیا اور ان کو فرمایا کہ "خدا تمہیں خوار کرے ایسی مکروہ شکل بنانے کا تمہیں کس نے حکم دیا ہے"۔

انہوں نے جواب دیا "ہمارے رب کسریٰ نے حکم دیا ہے"۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا "مگر میرے رب نے مجھے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور مونچھیں کٹوانے کا"۔

(از تاریخ الخمیس و ابن جریر و ابن کثیر و سیرت حلبی)

نیز ایک اور ڈاڑھی منڈے مجوسی کو آپ نے فرمایا کہ "یہ (ڈاڑھی منڈانا) کیا (بری حرکت) ہے"۔

اس نے جواب دیا کہ یہ ڈاڑھی منڈانا تو ہمارے دین میں (داخل) ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا "لیکن ہمارے دین میں تو ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹانا ہے"۔ تفسیر درمنثور صفحہ ۱۱۲/۱

مسلمانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ جب دو مجوسی سفیروں کی منڈی ہوئی ڈاڑھی دیکھ کر حضور علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا اور انہیں بد دعائیہ جملہ "خدا تمہیں خوار کرے"، فرمایا۔ حالانکہ وہ مہمان کافر تھے اور شرعاً ڈاڑھی رکھنے کے پابند نہ تھے۔ مگر یہ فعل چونکہ فطرت سلیمہ کے بھی خلاف تھا۔ اس لئے حضور علیہ السلام کو نفرت پیدا ہوئی تو میدانِ قیامت میں جب حضور علیہ السلام کے ڈاڑھی منڈے مسلمان کلمہ گو اُمتی ڈاڑھی منڈے مجوسیوں کی شکل میں آپؐ کے روبرو شفاعت کی عرض سے

پیش ہوں گے۔ تو حضور علیہ السلام اس میدانِ شفاعت میں اگر ہماری اس مجوسیانہ بدشکلی پر ناراض ہوکر ہم سے مُنہ مبارک پھیر لیں۔ تو پھر بتایا جائے کہ ہمارا کیا انجام ہوگا۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہا ؎

کوئی آسمان سے جو گرے تو یہ ممکن ہے کہ وہ نہ مرے تیرے طاق ابرو سے جو گرا تو پھر اس کا بچنا محال ہے

حضرت عمر بن عبد العزیز اموی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کی شہادت محض اس وجہ سے رد کردی کہ اس کے فَنِیکَیْن (نچلے ہونٹ کے نیچے کے دونوں طرف کے تھوڑے سے بال) اکھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ اس کی پوری ڈاڑھی موجود تھی۔

(احیاء العلوم للغزالی وقوت القلوب)

احیاء العلوم کی شرح "اتحاف السادہ المتقین" میں اس واقع کی تشریح میں لکھا ہے کہ "آپ نے اس کی شہادت اس لئے رد کردی کہ اس نے فَنِیکَیْن اکھیڑنے کی بدعت پر عمل کیا جو بزمانۂ سلف نہ تھی۔ اس لئے آپ نے اس کی شہادت رد کرکے اس کو تنبیہ کی۔"

(اتحاف صـ۴۲۶/۲ طبع مصر)

ان عبارتوں سے محترم مودودی صاحب کے اس مشہور مغالطے کی بھی قلعی کھل گئی کہ حضور علیہ السلام نے ایک قبضہ ڈاڑھی اپنے طبعی مزاج یا رواج عرب کی بنا پر رکھی تھی یہ کوئی شرعی حکم نہ تھا۔ (رسائل و مسائل جلد اوّل)

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی نے لکھا ہے کہ ۷۱۶ھ میں دمشق میں قلندریہ فرقہ کے کچھ لوگوں نے ڈاڑھیاں منڈوائیں تو اس وقت کے بادشاہ سلطان حسن بن محمد نے حکم دیا کہ ان کو ملک بدر کردیا جائے اور اس وقت تک ان کو اسلامی شہروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ جب تک کہ وہ اس کافرانہ شعار سے توبہ نہ کرلیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ فعل باجماعِ اُمّت حرام ہے۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۷۸/۱۴)

ایسے ہی درمختار میں ہے اور مولانا تھانوی ؒ نے "بوادر النوادر" میں درمختار کے

اس حکم کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ ــــــ "اجماع اُمّت یہ ہے کہ ایک قبضہ سے ڈاڑھی کم کرنا حرام ہے"۔ بوادرلنوادر، ص ۴۴۳

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے عربی شرح مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے کہ "ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنی واجب ہے اور اس مقدار سے کم کرنا حرام ہے"۔
شرح مشکوٰۃ حدیث خصال فطرت

اب ناظرین ہی انصاف کریں کہ حضراتِ سلف صالحین ایک قبضہ ڈاڑھی حکم شرعی اور واجب سمجھ کر رکھتے تھے یا مذاق طبعی اور رواج ملکی کی بنا پر جیسے کہ مودودی صاحب نے گل افشانی فرمائی ہے۔

ع "بریں عقل و دانش بباید گریست"

چند شبہات کے جوابات:۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی پیش لفظ میں دو چار شیطانی شبہات کا جواب بھی عرض کر دیا جائے۔ تاکہ بعد کو غلط مبحث نہ ہو سکے۔

پہلا شبہ:۔ بعض مغرب زدہ جو اپنے آپ کو "روشن خیال" سمجھتے ہیں۔ یہ خیال ظاہر فرماتے ہیں۔ کہ ڈاڑھی رکھنے سے قوم ترقی نہیں کر سکتی! تو یہ بات غلط اور مشاہدے کے بالکل خلاف ہے۔ مسلمان قوم نے جتنی ترقی بھی کی وہ اتباعِ شریعت کے صدقے میں ہی کی۔ اور جب شریعت کی پابندی چھوٹی تو خدا کی رحمت بھی روٹھی۔ اس پر تو تمام نئے تعلیم یافتہ لوگ متفق ہیں کہ سرسیّد مرحوم کی وجہ سے قوم نے بہت ترقی کی تو اگر ڈاڑھی ترقی میں عارج ہوتی تو سرسید مرحوم کی فٹ بھر لمبی ڈاڑھی کبھی نہ ہوتی۔ پس ڈاڑھی کا ترقی سے کیا عناد۔

ہمارے سامنے "بوہرہ" قوم ایک مختصر سی قوم موجود ہے، مگر اوّل درجہ کی ترقی یافتہ تعلیم یافتہ، سرمایہ دار، مہذب، تجارت میں اوّل درجہ کے تاجر ملازمتوں میں چوٹی کے عہدوں کے مالک ان کی دنیاوی ترقی میں ڈاڑھی نے پرکاہ جتنی رکاوٹ نہیں ڈالی۔

ایسے ہی سکھوں کو دیکھئے اور ہر میدانِ زندگی میں دیکھئے! زراعت میں ہزاروں بیگھوں کے مالک۔ اور ہر طرح کی تجارت میں چوٹی کے تاجر، سول ملازمتوں میں کمشنر اور جج۔ فوجی ملازمتوں میں کرنل و جرنل۔ مگر ان کو زندگی کے کسی میدان میں ڈاڑھی نے زک نہیں دی۔ ترقی سے نہیں روکا۔ بلکہ ان کی یہ مذہبی مضبوطی ہی ان کی سماجی وسیاسی حیثیت کو ہندو کی یلغار سے بچائے ہوئے ہے اور پھر ان کی یہ پختگی بانی مذہب گورو نانک جی کے حکم سے نہیں بلکہ دسویں گورو گوبند جی کے حکم سے ہے۔

جارج پنجم آنجہانی سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ڈاڑھی کیوں رکھی ہے۔ جارج پنجم نے جواب میں کہا۔ میں نے ڈاڑھی اس شخص کے منہ پر دیکھی ہے جو مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی — میرے والد ایڈورڈ ہفتم۔ پس اسی لئے میں نے ڈاڑھی رکھی ہے۔ کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔

اے کاش! مسلمانوں کو اپنے سب سے بڑے محبوب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اداؤں سے اتنی ہی محبت ہوتی جتنی جارج پنجم کو ایڈورڈ ہفتم سے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا اتنا ہی پاس ہوتا جتنا سکھوں کو اپنے دسویں گورو گوبند سنگھ جی کے حکم کا تھا۔

وائے گر بس امروز بود فردائے

دوسرا شبہ:۔ بعض جاہل "محققین" کا خیال ہے کہ ترک اور مصری لوگ بھی تو ڈاڑھی منڈاتے ہیں۔ جواب میں عرض یہ ہے کہ اوّل تو ترک اور مصری ہماری شریعت تو ہیں نہیں جو ان کی اتباع ہم پر فرض ہو جائے اور جو کام وہ کرنے لگ جائیں، وہی شرعی مسئلہ بن جائے۔ کل کو اگر ترک اور مصری لوگ نماز ہی چھوڑ دیں تو کیا نماز ہی موقوف ہو جائے گی۔ یا گزشتہ بیس۲۰ پچیس۲۵ برس سے ترکوں نے حج چھوڑے رکھا تو کیا حج موقوف ہو گیا؟

دوسرے ترکی اور مصر میں بھی بیسیوں ایسے علماء و صلحاء موجود ہیں جو پوری ڈاڑھی

رکھتے اور اس کو واجب سمجھتے ہیں۔ پھر اُن کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی، گو شرعی مسئلہ کسی قوم کے کرنے سے ثابت اور نہ کرنے سے منسوخ نہیں ہو سکتا۔

اور پھر اُمّتِ مرحومہ کے چودہ سو سالہ اجماع کے ساتھ قرآن پاک میں خداوند قدوس نے فاتبعونی فرما کر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ ترکوں اور مصریوں کی اتباع کا نہیں دیا اور جب کہ

(۱) حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے حضور علیہ السلام تک تمام انبیا اور رسولوں نے پوری ڈاڑھی رکھی (علیہم السلام)

(۲) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوری ڈاڑھی رکھی۔

(۳) پوری ڈاڑھی رکھنے کو "خدا کا حکم" اور "اپنا دین" بتایا۔

(۴) ڈاڑھی کٹانے اور منڈانے سے سختی سے منع فرمایا

(۵) ڈاڑھی کٹانے اور منڈانے والے مشرک مجوسیوں اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم فرمایا اور دینی امور میں اتباع کے لئے ایک اٹل اصول اور قطعی ضابطہ بیان فرمایا کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی کہ اس طریقہ کی پیروی کرو۔ جو طریقہ میرا اور میرے اصحاب کا ہے۔ (نہ وہ طریقہ جو ہنود و نصاریٰ کا ہے)۔

(۶) تمام صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین عظام ہر قسم کے عُلمائے امت اور صلحائے مِلّت از آدمؑ تا ایں دم پوری ڈاڑھی رکھتے چلے آرہے ہیں۔ اور اس عظیم تواتر سے کسی نام کے دیندار کا بھی خلاف و تخلف ثابت نہیں ہو سکتا نہ ہی کیا جا سکتا ہے۔

تو پھر اتنی صاف اور واضح تاکیدوں اور تائیدوں کے بعد بھی جو بد قسمت مسلمان جان بوجھ کر حضور علیہ السلام کی مخالفت کر کے مجوسیوں کی راہ اختیار کرے تو ایسے

لوگوں کے بارے میں کتنا صاف اور واضح ارشاد خداوندی ہے ۔ غور سے پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے ۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝	اور جو شخص سیدھی راہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور مومن کی راہ چھوڑ کر (کافروں کی راہ) اختیار کرے ۔ تو ہم اسے پھیریں گے ۔ جدھر وہ پھرنا چاہے ۔ پھر پہنچائیں گے ہم اسے جہنم اور بہت ہی برا ٹھکانا ہے وہ جہنم ۔ النساء ۔

تیسرا شبہ :۔ غزا کرنے والے غازیوں کی طرف سے ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ میدانِ جہاد میں غازی مجاہدوں کے لئے ڈاڑھی منڈانا جائز ہے !

جواب میں عرض ہے اوّل تو آنجناب ایسے کون سے جہاد پر تشریف لے جا رہے ہیں ۔ جس کے لئے ڈاڑھی منڈانی سخت ضروری ہو گئی ہے ۔ جو خدانخواستہ اگر ڈاڑھی نہ مونڈی گئی تو شکست فاش ہو جائیگی ۔ ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی

مجاہدین اسلام :۔ دوسرے جناب کو معلوم ہونا چاہئے کہ مجاہدین پر بھی ڈاڑھی رکھنی اسی طرح واجب ہے جیسے عام مسلمانوں پر ! بلکہ میدانِ جہاد میں تو مجاہدین کو ڈاڑھی کے ساتھ مونچھوں اور ناخنوں کا بڑھا لینا جائز ہے ۔ شامی جلد خامس اور رُوح البیان بحوالہ احیاء العلوم میں ہے ۔

مجاہدین کے لئے دشمن کے ملک میں ناخنوں اور مونچھوں کا بڑھا لینا بہتر ہے ۔ حالانکہ عام حالات میں ان کا کاٹنا ضروری ہے اور یہ اس لئے کہ مسلمان مجاہد کی مہیب صورت دیکھ دشمن پر ہیبت طاری ہو سکے اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجاہد صحابۂ کرام کو حکم لکھا تھا کہ دشمن کے ملک میں ناخن بڑھا لیں کہ

یہ بھی ہتھیار ہیں۔

غور کیا جائے حضرات صحابہ کرامؓ سے بڑا مجاہد کون ہوسکتا ہے اور فاروق ؓ اعظم سے بڑا بیدار مغز اور باریک بیں نگرانِ جنگ کون!

اگر ڈاڑھی میدانِ جہاد کے مقاصدِ حربی میں مخل ہوتی اور اس کے کاٹنے کی اجازت ہوتی تو وہ ضرور اس پر عمل کرتے وَاذٰلِکَ فَلَیْسَ تاریخ کی ساری کتابیں چھان ڈالئے کہیں اشارتاً بھی تو ثابت نہیں ہوسکے گا کہ کسی جنگ میں کسی صحابی کو جنگی ضرورت کے لئے ڈاڑھی منڈانی پڑی ہو۔ اور پھر

حضرات صحابہ کرامؓ کی مٹھی بھر کمزور وناتواں فوج سے لاکھوں دیوپیکر ڈاڑھی منڈے ایرانی سُورما شکستِ فاش کھاکر بدحواس ہوکر "دیواں آمدند" "دیواں آمدند" (دیو آگئے، دیو آگئے) کہتے ہوئے بھاگ نکلے اور صدیوں پرانی عظیم الشان ایرانی سلطنت کی عزت، عظمت اور سطوت وجبروت خاک میں مل گئی۔ (الفاروق جلد اوّل)

"یزدجرد" شہنشاہ ایران بھاگ کر چین جا نکلا۔ اور خاقانِ چین سے فوجی امداد طلب کی تو خاقانِ نے صحابہ کرامؓ کی دینی پختگی کے حالات سننے کے بعد کہا کہ:

"میں تم کو اتنی بڑی فوج دے سکتا ہوں جس کا ایک سرا چین دوسرا ایران میں ہو لیکن اس قوم کو فتح کرنا محال ہے۔ یہ قوم تو اگر پہاڑ سے ٹکرا جائے تو اسے بھی پاش پاش کرکے رکھدے"!

حضرات ناظرین غور فرمائیں کہ اگر ڈاڑھی منڈانا جنگ کے لئے مفید ہوتا تو ایرانی ضرور ہی جیت جاتے۔ کیونکہ وہ سو فیصدی ڈاڑھی منڈے تھے۔ اور ان کے مدِّ مقابل عرب کے باریش بدّو، کسی مافوق العادت طاقت کے بھی مالک نہ تھے۔ ان کے قدو قامت بھی کچھ زیادہ طویل وعریض نہ تھے۔ نہ ہی ان کی طاقت بدنی باقی دنیا سے نرالی پیدا کی گئی تھی۔ نہ ہی ان کے پاس قیصر وکسریٰ کی متمدن ڈاڑھی منڈی فوجوں کے مقابلے میں

کچھ بہتر یا وافر سامانِ جنگ تھا۔ نہ ہی ان کی تعداد زیادہ تھی۔ تو پھر آخر کیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے دنیائے کفر کو گیند کی طرح آگے دھر لیا۔ اور بحر ظلمات کے ساحل پر جا کر دم لیا۔ کہ آگے زمین ختم ہوگئی تھی ؎

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے　　بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

تو یہ سب برکت تھی اتباعِ سُنت اور عشقِ نبویؐ کی۔ جس کی وجہ سے ان مٹھی بھر مجاہدوں نے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی کسی شاعر نے کسی کے متعلق کیا خوب لکھا ہے ؎

تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
بدلنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا خدا پر اور کالی کملی والے پر

چوتھا شبہ:- بعض کمزور ایمان والے یہ عذر بھی تراشتے ہیں کہ داڑھی رکھنے سے سرکاری ملازمتیں نہیں مل سکتیں اور سکولوں اور کالجوں میں تعلیم مشکل ہو جاتی ہے۔ جواباً عرض ہے کہ اگر داڑھی رکھنی حکم خداوندی اور دینِ نبویؐ ہے جیسے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے تو پھر خدا اور رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی محض رزق حاصل کرنے کے لئے کی جا کر جو رزق حاصل ہوگا۔ سوچنا چاہئے کہ وہ رزق کیا ہوگا ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی　　جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

پھر یہ بھی فرمایا جائے کہ داڑھی والے حضرات کے لئے تعلیم اور ملازمت کے دروازوں پر کوئی قانونی رکاوٹ ہے بھی؟ اور اگر نہیں ہے اور فی الواقع نہیں ہے تو پھر اپنی ضعیف الایمانی اور بدکرداری کا الزام دوسروں کے سر تھوپنا کہاں تک درست ہے۔ ع "خود کرے بد فعلیاں لعنت کرے شیطان پر"

اور بالفرض کوئی پابندی ہوتی بھی تو یہ مداخلت فی الدین ہوتی، تو اس کے ازالہ کے لئے جدوجہد ضروری ہوتی نہ کہ اسکے آگے بزدلانہ طور سے ہتھیار ڈال دینا۔

ایسی حالت میں تو ہم مسلمانوں سے وہ امریکن نامسلمان ہی اچھا رہا جس نے ڈاڑھی کو اپنا انسانی حق سمجھتے ہوئے حکومت امریکہ کے خلاف سول نافرمانی کر کے جیل جانے کو ترجیح دی تھی۔ اور بالآخر اس انسانی حق تلفی کے قانون کو امریکہ ہی میں شکست دے کر دم لیا۔ اور مرنے کے بعد اپنی قبر پر اپنے اس "جہاد لحیہ" کا کتبہ بھی لگوایا ہے

ایک وہ ہیں جنھیں تصویر بنا آتی ہے — ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیح شیخ — اور بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

اور پھر یہ بالکل غلط ہے کہ داڑھی رکھنے سے سرکاری ملازمتیں نہیں مل سکتیں اور سکولوں اور کالجوں میں تعلیم مشکل ہو جاتی ہے۔ خود اسی پاکستان میں بے شمار اعلیٰ سے اعلیٰ ملازمتوں پر باریش عہدہ دار موجود ہیں۔ مثلاً ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل جناب شجاعت علی، علی صدیقی اور مغربی پاکستان کے ڈائرکٹر جنرل جناب حاجی عبدالحمید صاحب، ایسے ہی فوجی افسروں میں متشرع شکل کے افسر (ایک کرنل اور ایک کیپٹن[1]) فقیر نے بھی دیکھے ہیں۔

میڈیکل کالج لاہور کے ایم۔بی۔بی۔ایس کلاس میں پوری ڈاڑھی والے دو لائق اور ہونہار طالبعلم عبدالرحمن[2] خالد صاحب اور محمد منیر الحق صاحب دیکھے جو اکثر اچھے نمبروں پر پاس ہوتے رہتے ہیں۔ اور بھی ہر جگہ سرکاری دفتروں اور کالجوں، سکولوں میں دیندار وضع کے مسلمان مل جاتے ہیں۔

ان کے بالمقابل ہر شخص اپنے علاقہ میں بڑی آسانی سے کچھ ایسے فارغ البال بلکہ "سجادہ نشین" اور "بزرگ" کہلانے والے حضرات تلاش کر سکتا ہے جن کو بجز

---

[1] جناب عنائت محمد طور صاحب یہ اب میجر ہو گئے ہیں۔ [2] اب یہ بڑے ڈاکٹر ہیں۔

مفت خوری کے دین دنیا کی کوئی مجبوری اور تکلیف نہیں۔ مگر ڈاڑھی منڈانے یا کترانے کی علتِ بد میں گرفتار ہیں۔ خود راقم الحروف نے ضلع رحیم یار خان کے ایک معمر سفید ریش حسنی حسینی گیلانی "حضرت صاحب" کی زیارت کی جو علاوہ لکھ پتی ہونے کے ایک بڑے غوثیہ دربار کے "سجادہ نشین" بھی ہیں اور بہت بڑے جاگیر دار بھی مگر اس بڑی عمر میں بلاناغہ روزانہ اپنی سفید ڈاڑھی منڈواتے ہیں تو یہ سب نفس کے حیلے اور شیطان کی سکھلائی ہوئی حجتیں ہیں۔ جن کی درحقیقت کچھ بھی حقیقت نہیں البتہ:

خوئے بدرا بہانہ ہا بسیار

پانچواں شبہ: لگے ہاتھوں آخر میں ایک اور "لاجواب حجت" کا جواب بھی پڑھتے جائیں۔ تاکہ بات سرے ہی لگ جائے۔ ایک حجت یہ بھی تراشی جاتی ہے کہ "دنیا میں ہزاروں لاکھوں" مسلمان ڈاڑھی کترلتے منڈاتے ہیں تو اگر یہ گناہ ہوتا تو مسلمانوں کی اتنی عظیم اکثریت ہرگز اس گناہ پر جمع نہ ہوسکتی۔

یہ سوال تو ہے ہی لاجواب! اس عقل کے کیا کہنے جس نے یہ حجّت تراشی ہے یہ حجّت سن کر تو ابلیس لعین بھی پھڑک اٹھا ہوگا۔ اور اس "اپنے حجتی" کو خوب شاباش دی ہوگی۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ پانچ بناء اسلام کی چار عملی بناؤں (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) میں سے پنجوقتہ نماز پہلی بناء اور قطعی فرض ہے اور بروزِ قیامت سب سے پہلے اسی نماز کا حساب دینا ہوگا۔ اس کے باوجود بمشکل پانچ فی صدی لوگ نمازی ہیں اور پچانوے فیصدی لوگ بے نماز گویا ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کی عظیم ترین اکثریت بے نماز ہے۔ اور اگر اس بات کا یقین نہ آتا ہو تو ہر شخص اپنے محلے کے بالغ مسلمان مکین (مرد، عورتیں) گن لیں۔ اس کے بعد تجسّس و تفتیش اور تحقیق کرے کہ کتنے فیصدی مسلمان مرد اور کتنے فی صدی عورتیں پنجوقتہ نمازی

ہیں اور کتنے فی صدی مرد عورتیں بے نماز! مردوں میں بمشکل پانچ فی صدی اور عورتوں میں دو فیصدی نمازی ملیں گے۔ باقی سب خیر سلا۔

مغرب زدہ لوگوں کے بودے اعتراضات کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ اصل مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے دُعا کرتا ہوں کہ حق سبحانہ، اپنے اس عاجز بندے کی اس سعی کو قبول فرمائے اور فقیر کا زادِ آخرت گردانے اور مسلمانوں کو عمل کی توفیق بخشے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

والحمد للہ الذی بنعمتہٖ تتم الصّٰلحٰت والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔



ڈاڑھی کی دینی اہمیّت

باسمہٖ سبحانہٗ

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مذہب حنفی ایدہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ڈاڑھی کی شرعی مقدار مسلمان مرد کے لئے کم از کم کتنی ہے۔؟
۲۔ اس شرعی مقدار سے ڈاڑھی کترا یا منڈا کر کم کرنے کا کیا حکم ہے۔؟
۳۔ اگر کسی امام مسجد کی ڈاڑھی اس مقرر مقدار سے کم ہو تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب کتاب و سنت اور فقہ حنفی سے مفصل دیا جاوے۔

الجواب

شریعت اسلامی میں باجماعِ امت کم از کم ایک مٹھی (قبضہ) ڈاڑھی رکھنی فرض ہے (اور اس) کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اور سنت سے ثابت ہے۔ کتاب و سنت میں مختلف مقامات پر ڈاڑھی منڈانے کو "عمل خبیث"، "معصیت کبیرہ"، "فاحشہ"، "منکر"، "حرام" اور

"تغییر خلق اللہ" وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس تغییرِ خلق اللہ کا ٹھیکہ شیطانِ لعین لے کر آیا ہے۔

ڈاڑھی منڈانے کی تاریخ

تاریخ میں ڈاڑھی منڈانے کا ابتدائی ثبوت تو شیطان لعین کے اس چیلنج سے ملتا ہے جو لعین نے اللہ تعالیٰ کو دیا تھا۔

۱۔ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ	اور کہا کہ میں تیرے بندوں سے (اپنے
نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ	بندوں کا) حصہ مقررہ جدا کروں گا (اس طرح)
وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ	کہ میں انھیں گمراہ کروں گا اور انھیں امیدوں کے
فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ	جال میں پھنساؤں گا اور انہیں یہ تعلیم دوں گا کہ وہ
وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ	حیوانات کے کان چیرا کریں گے یہ بھی حکم دوں گا کہ وہ
خَلْقَ اللّٰهِ ط (سورۂ نساء رکوع ۱۸)	اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑا کریں گے"۔

۲۔ مفسرینِ کرام نے فلیغیرن خلق اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے[1] کہ ڈاڑھی منڈوانا بھی تغییر خلق اللہ ہے، یعنی اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑنا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں وہ شیطان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور شیطان ان کو اپنے بندے اور اپنا حصہ مقررہ سمجھتا ہے شیطان لعین کے اس چیلنج کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرما دیا کہ

۳۔ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا	جس شخص نے (خدا کی اطاعت چھوڑ کر شیطان
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ	کی پیروی کرتے ہوئے) شیطان کو دوست
خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ؁	بنایا پس نقصان اٹھایا اس نے بڑا واضح نقصان۔

پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ کوئی مسلمان ڈاڑھی منڈا کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کے حکم کی تعمیل کر کے اس کے حصے میں چلا جائے اور خسران مبین اٹھائے

[1] بیان القرآن ۔ ترجمہ شیخ الہند ۔ تفسیر حقانی ۔ تفسیر کابلی ۔

(پناہ بخدا)

البتہ اگر ایک قبضہ سے ڈاڑھی زیادہ ہو جائے تو اس زائد حصہ کو ترشوانا مستثنیٰ ہوگا

۳۔ وخص من تغییر خلق اللہ — اور تغییر خلق اللہ کے حکم سے ختنہ کرنا۔

الختان وخضیب اللحیۃ و — ڈاڑھی کا رنگنا اور ایک قبضہ یعنی مٹھی سے

قص مازاد منہا علی القبضۃ۔[1] — زیادہ ڈاڑھی ترشوانا مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

قوم لُوط کا عمل

تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے اس حکم کی تعمیل پہلے پہل قوم لُوط نے کی، اغلباً ان کے امردوں کی جب ڈاڑھیاں آجاتی تھیں تو امرد ہی رہنے کی غرض سے وہ ڈاڑھی منڈوا دیا کرتے تھے۔ سورۂ انبیاء میں حضرت لُوط علیہ السلام کے قصے میں ہے۔

۴۔ وَلُوْطًا اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّ — اور لُوط علیہ السلام کو ہم نے علم اور حکمت

عِلْمًا وَّنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْقَرْیَۃِ — عطا فرمائی اور ہم نے ان کو اس بستی سے نجات

الَّتِیْ کَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ — دی جس کے باشندے گندے گندے برے کام

اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ — کرتے تھے بیشک وہ بڑی بری اور فاسق قوم

فٰسِقِیْنَ ۝ — تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسّرین کرام نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ

۵۔ عشر خصال عملتھا قوم — دس بُرے کاموں کی وجہ سے قوم لُوط ہلاک

لوط بھا اھلکوا اتیان الرجال — کی گئی جن میں سے ایک لواطت ہے اور شراب

بعضھم بعضا وشرب الخمور — پینا اور ڈاڑھی منڈوانا اور مونچھیں بڑھانا

وقص اللحیۃ وعفو الشارب۔ — بھی ہے۔[2]

سورۂ عنکبوت میں حضرت لُوط ہی کے قصے میں آتا ہے:۔

---

[1] تفسیر روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۱۲۵ [2] درمنثور صفحہ ۲۲۴ جلد ۴۔ روح المعانی صفحہ ۶۴ ۔ [illegible]

۶۔ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ط

اور بھیجا ہم نے لُوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو (کہ اے قوم) تم بے حیائی کے ایسے ایسے کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہان میں کسی نے بھی نہیں کیے، تم ہی تو ہو جو اپنی بیویوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجالس میں بُرے برے کام کرتے ہو۔

اور منکر شریعت میں ہر بُرے، حرام اور مکروہ کام پر بولا جاتا ہے۔

۷۔ والمنکر ضد المعروف وکل ما قبحه الشرع و حرمه وکرهه فهو منکر قلت ومن ذٰلك قوله تعالٰی وتاتون فی نادیکم المنکر[1]

لفظ منکر معروف کی ضد ہے اور ہر وہ کام جس کو شرع شریف نے قبیح اور حرام اور مکروہ کہا ہو وہ منکر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی قبیل سے ہے اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان حضرت لُوط کی زبانی۔ کہ تم (اے قوم لُوط) اپنی مجالس میں بُرے بُرے کام کرتے ہو۔

ڈاڑھی منڈانا بھی منکرات میں سے ہے

اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء العلوم میں ہے۔

۸۔ اما نتفها فمن المنکرات وکذا حلقها وازالتها بالنورة وفی سیاق النووی من اشد المنکرات[2]

ڈاڑھی کا اکھڑوانا منکرات (یعنی بُرے کاموں) میں سے ہے۔ ایسے ہی ڈاڑھی کا مونڈنا یا چونے سے اڑانا بھی منکرات میں سے ہے بلکہ امام نووی نے فرمایا کہ یہ کام اشد منکرات (یعنی بہت سخت بُرے کاموں میں) سے ہے۔

---

[1] تاج العروس شرح قاموس مصری ص۵۸۴ ج۳۔ [2] اتحاف شرح احیاء ص۴۲۶ ج۲ مصری۔

بالجملہ اس فرمان نبوی اور دوسری تصریحات سے واضح ہوگیا ہے کہ اس ڈاڑھی
نے کے عملِ خبیث اور خصلت بد اور فاحشہ اور منکر کام کی ابتدا تاریخی طور پر پہلے پہل
لوط علیہ السلام کی قوم کے بدچلن اوباشوں سے شروع ہوئی۔ اور بقول حضرت لوط علیہ
یہ گندہ فعل قومِ لوط سے پہلے کسی نے بھی دنیا جہان میں نہیں کیا۔

عورتوں میں تغییر خلق اللہ

بخاری شریف میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مردوں کی
صورت اختیار کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔
وہ المغیرات لخلق اللہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کو ان کی اصلی شکل
رت سے بگاڑتی ہیں۔ علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں اس جملہ کی تشریح میں لکھا ہے کہ

قولہ المغیرات لخلق اللہ	یہ جملہ المغیرات لخلق اللہ پچھلے سارے
یشتمل ما ذکر قبلہ کلہ لان	کاموں کو شامل ہے کیونکہ وہ سب کے سب
کل ذٰلک تغییر خلق اللہ۔	تغییر خلق اللہ میں شامل ہیں۔

ڈاڑھی منڈانا مُثلہ ہے

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے حدیث بخاری شریف کے مذکورہ بالا جملہ
یرات لخلق اللہ کی شرح میں تحریر فرمایا ہے۔

وعلت در حرمت مثلہ	مثلہ کرنے اور ڈاڑھی منڈانے کے حرام
وحلق لحیہ وامثال آن نیز ہمین	ہونے کی اصلی علت اور وجہ یہی تغییر خلق اللہ
است۔	ہے۔

اور مُثلہ کہتے ہیں کسی کے ناک کان وغیرہ اعضاء کے کاٹنے کو اور ڈاڑھی کا منڈانا
مثلہ ہے۔ طبرانی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کسی

من مثل بالشعر فلیس له	نے ڈاڑھی کے بالوں کا مُنڈا کر مثلہ کیا اس
عند اللہ من خلاق۔	کا اللہ کی رحمت میں کوئی حصہ نہیں۔

اِس حدیث کی شرح میں شراحِ حدیث نے لکھا ہے حاشیہ سراج المنیر جلد ۳ ص ۳۶۲

مثّل بالشعر ای جعلہ	بالوں کا مثلہ کیا یعنی ان کو منہ پر سے
مثلۃ بان نتفہ او حلقہ	اُکھیڑا یا مونڈا اور مراد ڈاڑھی کے بالوں کا
من نحو خدہ والمراد ازالۃ	مونڈنا یا دور کرنا ہے۔
شعر لحیتہ۔	

اور فیض القدیر شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کی شرح میں ہے۔

۱۳	مثل بالشعر صیرہ مُثلۃ	بالوں کا مُثلہ کیا میم کے پیش کے ساتھ
	بضم المیم۔ بان نتفہ او	یعنی ان کو گالوں پر سے اُکھیڑا یا مونڈا اور یہ
	حلقہ من الخدود وتقرر	بات ثابت ہو گئی ہے کہ شعر سے مراد بال ہی ہیں
	من ان المراد الشعر بالتحریک	جیسا کہ شارحین حدیث کی ایک بڑی جماعت
	وھو ما فھمہ جمع من	نے سمجھا ہے۔ بلکہ آج تک کے علماء نے اسکا
	شراح الحدیث۔	یہی معنی سمجھا ہے۔

چنانچہ فتاویٰ نجدیہ میں نجد کے حنبلی شیخ الاسلام نے اس حدیث کو ڈاڑھی منڈانے کے حرام ہونے میں بطور استدلال پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ نجدیہ جلد اوّل ص ۲۴۹

اور حضرات صحابۂ کرام بھی ڈاڑھی کے دور کرنے کو مثلہ ہی سمجھتے تھے۔

چنانچہ جنگِ جمل کے موقعہ پر جب گورنر بصرہ حضرت عثمان بن حنیف کی ڈاڑھی نوچ ڈالی گئی تو اس کو مثلہ ہی کہا گیا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۸ ص ۸۱)

اور فقہائے حنفیہ نے بھی ڈاڑھی کے نوچنے اکھیڑنے یا مونڈنے کو مثلہ ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ہدایہ[1] میں ہے کہ حلق اللحیۃ مُثلۃ۔ ڈاڑھی کا مونڈنا مثلہ ہے۔ اس

[1] کتاب الحج

رح میں عینی شارح ہدایہ نے لکھا ہے کہ "والمثلۃ حرام" کہ مثلہ کرنا حرام ہے۔ نتیجہ یہ نکلا
و ڈاڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔

نیز ہدایہ کتاب الدیات میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی ڈاڑھی نوچ یا مونڈ ڈالے تو
ناک یا کان کاٹنے کی طرح مثلہ ہے اور اس کی دیت بھی ناک کان جتنی ہے پس معلوم ہوا
کہ ڈاڑھی منڈانے والے لوگ مثلہ کرتے ہیں اور ایسے لوگ اللہ کی رحمت سے بالکل محروم
ہیں۔ بلکہ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک تو مونچھوں کا بھی استرے سے مونڈنا مثلہ ہے۔ امام
نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔ ص ۱۲۹ اول

وذهب كثير منهم الى	اور بہت سے علمائے سلف نے مونچھوں
منع الحلق وقاله مالك	کے مونڈنے سے منع کیا ہے، البتہ انکے نزدیک
وكان يرى حلقه مثلة	مونچھیں کتروانی چاہئیں اور حضرت امام مالک
ويامر بادب فاعله۔	کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت امام مالک مونچھوں
	کے مونڈنے کو مثلہ سمجھتے تھے۔

ہاتھوں کے گناہ

ومن آفات اليدين حلق	دونوں ہاتھوں کے آفات (گناہوں)
رأس المرأة ولحية الرجل	میں سے عورت کے سر کے بال اور مرد کی ڈاڑھی
وقص اقل من قبضة	کا مونڈنا اور مٹھی سے کم کا تراشنا بھی ہے۔ چاہے
ولو باذن منه لانه اعانة	یہ مونڈنا اور کترانا اس مرد یا عورت کی اجازت
على معصية فيكون معصية	سے کیوں نہ ہو کیونکہ یہ گناہ کی امداد ہے اور
ايضاً (شرح طريقة محمديہ)	گناہ کی امداد بھی گناہ ہے۔

نیز کشاف القناع میں ہے۔ کہ ڈاڑھی منڈانے کے لئے کسی کو اجرت دینا حرام
ہے۔ اصل عبارت مختصراً یہ ہے۔

۲۲ ویصح استئجاره لحلق الشعر المطلوب اوالمباح اخذه و تقصیره للحاجة الیه ومع عدم الحاجة یحرم القطع فلا یصح ومثله حلق اللحیة فلا یصح الاستجار له۔ (کشاف ص۹ ج۴)	جن بالوں کا منڈانا اور ان کا لینا اور ضرورت کی وجہ سے چھوٹا کرانا جائز اور مباح ہے ان کی اجرت لینا دینا درست ہے اور جن بالوں کا منڈانا اور تراشنا حرام ہے۔ مثلاً ڈاڑھی کے بال اور ان کی اُجرت کا لینا دینا بالکل درست نہیں۔

۲۳ قرآن پاک میں آتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے میری ماں کے بیٹے میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ا سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السّلام کی ڈاڑھی ایک مٹھی سے زیادہ ہی تھی۔ اگر ایک قبضہ سے کم ہوتی تو وہ مٹھی میں کیسے آسکتی تھی۔ اور یہی نہیں کہ صرف حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی ہی ایک قبضہ سے زیادہ تھی بلکہ حضرت آدم علیہ السّلام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء علیہم السّلام کی ڈاڑھیاں ایک قبضہ سے زیادہ ہی تھیں۔ قرآن مجید میں

۲۴ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ اور دوسری جگہ ارشاد ہے اِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى اس کی تفسیر میں ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابتلاہ اللہ تعالیٰ بعشرة اشیاء وھی الفطرة۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو دس چیزوں میں آزمایا اور وہ فطرتِ سلیمہ میں داخل ہیں۔ من جملہ ان کے ایک ڈاڑھی بھی ہے۔ (تفسیر خازن وغیرہ)

مزید براں صاحب مجمع البحار عشر من الفطرة والی حدیث میں فرماتے ہیں:۔

۲۵ الفطرة الاسلام وقال القاضی وغیرہ فسّرت الفطرة	فطرت سے مراد اسلام ہے قاضی صاحب نے فرمایا کہ فطرت کی تفسیر اس قدیم سنت

بالسنة القديمة التى اختارها الانبياء علیھم السلام واتفقت علیها الشرائع فكانها امر جبلى فطروا علیه۔

کے ساتھ کی گئی ہے جس کو تمام انبیاء علیہم السلام نے اختیار فرمایا اور تمام شریعتوں کا اس فطرت یعنی سنتِ قدیمہ پر بالکلیہ اتفاق ہے گویا یہ ایک پیدائشی چیز ہے جس پر حضرات انبیاء علیہم السلام کو پیدا کیا گیا۔

اور اسی حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاریؒ نے مرقات میں یوں فرمایا کہ "فطرت سے

ای دین الذی اختاره لاول مفطور من البشر وقیل ای من سنة الانبیاء الذین اُمر نبینا صلی الله علیه وسلم باتباعهم والاقتداء بهم حیث قال فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ وَ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا۔ (مرقاة ص۳۰۱ ج ۱)

مراد وہ دین ہے جس کو سب سے پہلے انسان (حضرت آدم علیہ السلام) نے اختیار کیا اور بعض نے یوں کہا فطرت سے مراد سنتِ انبیاء ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء علیہم السلام کی اقتدار اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے جیسے قرآن میں مذکور ہے، تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت یافتہ ہیں تو اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ان کی عادات کی پیروی کیجئے اور خصوصیت کے ساتھ) حضرت ابراہیم کے دین کا اتباع کیجئے (جو حق ہی کی طرف) جھکنے والے ہیں۔"

پس اب اس صاف ... پر یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور علیہ السلام نے ڈاڑھی ان حضرات کی اتباع اور اقتدار میں دین وملت اور ہدیٰ سمجھ کر رکھی تھی اور یہ انبیائے کرام کی سنتِ قدیمہ ہے۔

احادیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام کی ڈاڑھی کی کیفیت اور مقدار یوں بیان فرمائی گئی

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک

کث اللحیۃ تملأ صدرہ و	اس قدر گھنی تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی،
فی روایۃ قد ملأت لحیتہ	دوسری روایت میں ہے کہ دائیں بائیں اور
ما بین ھٰذہٖ الی ھٰذہ قد	سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔
ملأت نحرہ۔ (ترمذی فی الشمائل وغیرہ)	

پس جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیائے کرام کی اتباع کا حکم دیا گیا جس کا بیان ابھی قریب گزرا ہے، جب آپ کی ڈاڑھی مبارک سینہ اطہر کو ڈھانپ اور گھیر لیتی تھی تو معلوم ہوا کہ تمام انبیاء عظام کی ڈاڑھیاں بھی ایسی لمبی اور بڑی تھیں جن کی اتباع میں نبی علیہ السلام نے اپنی ڈاڑھی ایسی رکھی۔ اور ادھر قرآن مجید ساری امت کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کا حکم ان الفاظ سے دیتا ہے کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ	اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ
فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ط	ان سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کے مدعی ہو

تو میری اطاعت اور اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔

ان آیات، احادیث اور فقہی روایات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ ڈاڑھی کا رکھنا اللہ تعالیٰ کے مقدس اور محبوب ترین بندوں یعنی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ملت، مذہب اور دین اور اسلام کی ایک ممتاز علامت ہے۔ اب ہر ذی فہم اور معمولی فراست رکھنے والے انسان پر بھی یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت اور ان کے طریقے کے خلاف کرنا کس قدر عند اللہ گناہ کی بات ہے، بقول اقبال مرحوم

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود۔

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے تمام سنن اور خصوصاً ڈاڑھی والی سنت کو عملی طور پر زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاڑھی احادیث میں

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں، تم ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ۔ اور حضرت ابن عمر جب کبھی حج یا عمرہ کرتے تھے تو ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیا کرتے تھے پس جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اس کو کترا دیتے۔

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے ۔

کان ابن عمر یمسك من اسفل ذقنہ باصابع الاربعۃ ملتصقہ فیاخذ باسفل من ذلك لیتساوی طول لحیتہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ٹھوڑی کے نیچے سے ڈاڑھی کو پکڑ کر چار انگل کے نیچے سے جو ڈاڑھی بچتی تھی اس کو کاٹ دیا کرتے تھے تاکہ وہ لمبائی میں برابر ہو جائے۔

پھر تحریر فرمایا ہے :۔

قلت الذی یظھر لی ان ابن عمر کان لا یخص ھٰذا التخصیص بالنسك بل کان یحمل الامر باعفا علیٰ غیر

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا جو مطلب مجھے سمجھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی کے کترنے کو حج کے ساتھ مخصوص نہ سمجھتے تھے بلکہ ڈاڑھی بڑھانے

لہ بخاری کتاب اللباس باب تقلیم الاظفار

الحالة التي تتشوہ فیھا　　کے حکم نبویؐ کو ڈاڑھی کی اس صورت کے ساتھ

الصورة بافراط طول شعر　　مخصوص سمجھتے تھے جہاں قبضہ سے زیادہ بے ڈھب

اللحیة وعرضه۔　　لمبی چوڑی ڈاڑھی نہ ہو۔

اور اس کی تائید میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کی بے ڈھب لمبی ڈاڑھی دیکھی تو اپنے ہاتھ سے ایک قبضہ سے زائد کاٹ دی۔

فائدہ۔ اس تشریح سے معلوم ہوا کہ ٹھوڑی کے نیچے سے ایک مٹھی ڈاڑھی ہونی چاہیے۔ نچلے ہونٹ سے چار انگل ڈاڑھی ناپنا کج فہمی یا شرارت ہے۔

اور اسی حدیث کی تشریح میں علامہ حافظ عینیؒ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت

وفی حدیث ابو ھریرةؓ　　ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں

خالفوا المجوس وھو المراد　　مشرکین کے بجائے مجوس کا لفظ ہے اور حضرت

فی حدیث ابن عمرؓ فانھم　　ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی "مشرکین"

کانوا یقصرون لحاھم و　　سے مراد مجوس ہی ہیں۔ کیونکہ مجوسی ہی داڑھیاں

منھم من کان یحلقھا۔　　کترتے منڈاتے تھے۔

اس تشریح سے یہ بات صاف معلوم ہوگئی کہ ڈاڑھی کا منڈانا ہی نہیں بلکہ خشخشی کرانا اور قبضہ سے کم کترانا بھی مجوسیوں کی سنت ہے جس سے سختی سے بچنے کی حضور علیہ السلام نے تاکید فرمائی۔ (لیکن مودودی صاحب نے اسے شارع کا منشا بیان کیا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ　　حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ مونچھیں

علیه وسلم امر باحفاءِ　　کٹائی جائیں اور ڈاڑھی بڑھائی جائے۔

الشوارب واعفاءِ اللحیة

(ترمذی)۔

قال النبی صلی اللہ علیه　　حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص

وسلم من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا۔ — مونچھیں نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں۔

اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

والظاھر ان معناہ تھدید لتارک ھذہ السنۃ او تخویف لہ علی الموت لغیر ھذہ الملۃ (مرقاۃ)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے فرمانے کا مطلب اس سنت کے تارک کو ڈرانا ہے یا اس کو خوف دلانا ہے کہ اس کی موت ملت اسلام پر نہ ہوگی۔

غور کرنا چاہیے کہ جب مونچھیں نہ کٹوانے پر اتنی خوفناک وعید ہے کہ اس کی موت ملت اسلام پر نہ ہوگی تو اس کے دوسرے حصے ڈاڑھی نہ رکھنے پر یہی وعید ہوگی کیونکہ دونوں متماثل اور ایک ہی حدیث پاک کے جملے ہیں۔ علامہ تھانوی رحؒ نے بھی فتاویٰ امدادیہ میں یہی افادہ بیان فرمایا ہے۔ نیز شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلالؓ کی بڑی مونچھیں تراش دیں۔ (باب ماجاء فی ادامہ صلی اللہ علیہ وسلم)

صحابۂ کرام کا عمل

حضرات صحابۂ کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ پوری ڈاڑھیاں رکھتے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سب صحابہؓ کی حالت بیان فرماتے ہیں۔

کنا نعفی السبال الا فی حج او عمرۃ۔

ہم لوگ یعنی صحابۂ کرام ہمیشہ ڈاڑھی بڑھائے رکھتے تھے۔ مگر جب حج یا عمرہ کرتے تو قبضہ سے زیادہ کو کٹوا دیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام پوری ڈاڑھی رکھتے تھے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کان کبیر اللحیۃ آپ کی بہت بڑی ڈاڑھی تھی چنانچہ جب آپ کو شہید کیا گیا تو ایک باغی نے آپ کی ڈاڑھی پکڑ لی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی ڈاڑھی تھی، چنانچہ آپ بھی قبضہ سے زائد حصہ کو کٹوا دیا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

ایسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بڑی ڈاڑھی تھی آپ بھی ایک قبضہ سے زائد کٹوا دیا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

اور ابن عمرؓ بھی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کٹوا دیا کرتے تھے۔ بلکہ دوسروں کی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔

مودودی صاحب کی "عالمانہ[1] جہالت"

جناب مودودی صاحب سے کسی نے سوال کیا "کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کسی صحابی کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم تھی" اس کا سیدھا جواب تو یہ تھا کہ کسی صحابی کی مشت سے کم ڈاڑھی ہونے کا مجھے علم نہیں۔ مگر مودودی صاحب نے اس سوال کے جواب میں جس عالمانہ جہالت کا ثبوت دیا ہے وہ آپ کا ہی حصہ ہے، لکھتے ہیں کہ:۔

"اسماء الرجال اور سیر کی کتابوں میں تلاش کرنے سے مجھے بجز دو تین صحابیوں کے کسی کی ڈاڑھی کی مقدار معلوم نہیں ہو سکی۔ صحابہ کے حالات میں صفحے کے صفحے لکھے گئے ہیں مگر ان کے متعلق یہ نہیں لکھا گیا کہ ان کی ڈاڑھی کتنی تھی، اس سے اندازہ لگتا ہے کہ سلف میں یہ مقدار کا مسئلہ کتنا غیر اہم اور ناقابل توجہ تھا۔ (رسائل و مسائل اوّل ص۱۸۷)

اسے کہتے ہیں سوال گندم جواب جو۔ سوال تو یہ ہے کہ جن دو تین صحابیوں کی ڈاڑھی کی مقدار معلوم ہوئی وہ کتنی تھی۔ آیا ان معلوم شدہ صحابیوں میں سے کسی کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم تھی؟ کسی بھی صحابی کی ڈاڑھی قیامت تک مودودی صاحب ایک مشت سے کم ثابت نہیں کر سکتے۔ باقی رہی یہ بات کہ سلف میں ڈاڑھی کا مسئلہ غیر اہم اور ناقابل توجہ تھا۔ اس لئے صحابہ کرام کے حالات میں ڈاڑھی کی مقدار کا تذکرہ نہیں، تو اس کا صحیح جواب تو وہ ہے جو خود مودودی صاحب کے ایک متبع نے لکھا ہے:۔

---

[1] یہ عنوان پڑھ کر چونکئے مت! کہ خود جناب مودودی صاحب نے ایک بڑے عالم دین کے متعلق ہی عنوان لکھا ہے۔ رسائل مسائل ص۱۳۵ اوّل

باقی جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ صحابہ و تابعین کے حالات میں ان کی ڈاڑھیوں کی مقدار کا ذکر کہیں شاذ و نادر ہی ملتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ سلف میں یہ مسئلہ اتنی اہمیت نہیں رکھتا تھا کہ جو اسے آج دی گئی ہے تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ اصل میں قرون ماضیہ میں لوگ اس کے اس قدر پابند تھے کہ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی آج سے چند سال پہلے عام مسلمان ڈاڑھی کو نہ صرف منڈاونے بلکہ کترواتے تک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۔ (رسائل جلد اول ص ٦٦٩)

بے شک یہ فرنچ کٹ اور خشخشی وغیرہ کے چونچلے تو بعد کو ابلیس لعین نے سمجھائے ورنہ سلف صالحین میں تو ڈاڑھی کی پوری محافظت کی جاتی تھی۔ چنانچہ امام زہری کے متعلق آگے آئے گا کہ ان کی ڈاڑھی میں صرف چند لمبے بال تھے جن کو انہوں نے بحفاظت رکھا ہوا تھا۔ دراصل وہ ڈاڑھی کو خدائی امانت سمجھ کر رکھتے تھے، جسطرح ایک مالی کو جتنے پودے سپرد کیئے گئے اس کے ذمے اتنوں ہی کی حفاظت ہوتی ہے۔

مودودی صاحب کے نزدیک ڈاڑھی کی مقدار

محترم مودودی صاحب کو کتاب وسنت سے ڈاڑھی کی جو مقدار شارع علیہ السلام کے منشار کے مطابق نظر آئی ہے لگے ہاتھوں وہ بھی ملاحظہ ہو۔

ڈاڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ یہ مودودی صاحب کی فریب کاری ہے حضور علیہ السلام نے صاف ہدایت فرمائی ہے کہ بڑھائی جائے حالانکہ بڑھائی جائے اور رکھی جائے میں واضح فرق ہے۔ مگر چونکہ مودودی صاحب کو چند دن سے زیادہ کی مونڈی ہوئی ڈاڑھی کو شرعی ڈاڑھی ثابت کرنا تھا اس لئے اعفا کا معنی رکھنا کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس کا صحیح معنی بڑھانا ہے چنانچہ

لکھتے ہیں ۔

"اگر آپ ڈاڑھی رکھنے میں فاسقوں کی وضع سے پرہیز کریں اور اتنی ڈاڑھی رکھلیں جس پر عُرفِ عام میں ڈاڑھی کا اطلاق ہوتا ہو۔ جیسے دیکھ کر کوئی شخص اس شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ شائد چند روز سے آپ نے ڈاڑھی نہیں مونڈی ہے (مطلب یہ کہ چند روز کی منڈی ہوئی ڈاڑھی سے قدرے بڑی ہو۔ مرتب) تو شارع علیہ السلام کا مطلب پورا ہو جاتا ہے"۔ (رسائل جلد اول ص ۱۸۰)

سبحان اللہ چودھویں صدی کے نئے "خود ساختہ" مجدد صاحب دین کی کیا اچھی تجدید فرما رہے ہیں کہ "چند دن کی منڈی ہوئی ڈاڑھی سے قدرے زیادہ" کو شریعت کے منشاء کے مطابق ثابت کر رہے ہیں اور فاسقوں کی وضع سے بچ جانے کا سرٹیفکیٹ بخش رہے ہیں۔ اب اور کیا چاہیے۔ ع

مژدہ اے خوار و! درِ مے خانہ وا ہو ہی گیا

چنانچہ جناب مودودی صاحب کی اس سخاوت وہمت کا نتیجہ یہ نکلا کہ جماعت مودودی کے جن ارکان کی ڈاڑھیاں پہلے سنت نبویؐ کے مطابق تھیں انہوں نے "شرعی جواز" ہاتھ لگتے ہی اپنی ڈاڑھیاں خشخشی کرالیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"ڈاڑھی کی مقدار کے عدم تعین کا جو مسئلہ جماعت اسلامی میں پھیل نکلا ہے اس کے ماتحت رفقاء نے اپنی ڈاڑھیاں چھوٹی کرالی ہیں اور اب ان خشخشی ڈاڑھیوں کے متعلق خدشہ ہے کہ کہیں "مرزائی ڈاڑھی" کی طرح ان کا بھی کوئی فرقی نام نہ پڑ جائے"۔ (رسائل جلد اول ص ۱۸۷)

اور نہ صرف خشخشی کرالیں بلکہ پوری ڈاڑھی والوں کے ساتھ مذاق بھی شروع کر دیا ملاحظہ ہو۔

عرض ہے کہ مظاہر تقویٰ (ڈاڑھی کی اہمیت کو نفی میں جو شدت آپ

نے تقریریں برتی وہ نا تربیت یافتہ اراکین میں عدم اعتنا بالسنتہ کے جذبات پیدا کرنے کا
وجب ہوگی اور (ہوئی)۔ میں دیانتہً عرض کرتا ہوں کہ اس عدم اعتناء بالسنتہ کے مظاہر میں نے
عد از اجلاس ملاحظہ کیئے، اس شدت کا نتیجہ بیرونی حلقوں میں اول تو یہ ہوگا کہ تحریک کو شکوک
گاہوں سے دیکھا جائے گا۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی (دوسری تحریکوں کے) بعض داعیین تحریک
نے "استہزا بالسنتہ" کی ابتدا اس طرح کی تھی کہ بعض مظاہر تقوی کو اہمیت دینے کی مخالفت
وش و خروش سے کی۔"

اس کے جواب میں مودودی صاحب لکھتے ہیں :۔

"میرے نزدیک کسی کی ڈاڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص
فرق واقع نہیں ہوتا۔ اصل چیز جو آدمی کے ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت
کرتی ہے وہ تو اور ہی ہے اگر کسی کی حقیقی جان نثاری اور وفاداری اللہ کی
راہ میں "طویل" ہو تو بڑا نقصان نہ ہو جائے گا اگر اس کی ڈاڑھی "قصیر" (یعنی چھوٹی)
ہو۔ لیکن اگر جان نثاری اور وفاداری "قصیر" (چھوٹی) ہے تو یقین رکھیے کہ
ڈاڑھی کا طول کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔"

(رسائل جلد اول ص ۱۸۸)

کتنا مہمل جواب ہے یہ بات تو قطعی فرائض کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے۔ مثلاً نماز
کے متعلق ہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر کسی کی حقیقی جان نثاری اور وفاداری اللہ کی راہ میں
قصیر ہو تو اس کو نماز کا طویل ہونا کچھ بھی فائدہ نہ دے گا چنانچہ سعدیؒ نے فرمایا ہے۔

کلید در دوزخ است آں نماز
کہ در چشم مردم گزاری دراز

ایسے ہی احادیث میں آتا ہے کہ بہت سے روزہ داروں کو روزہ سے سوائے بھوک کے
اور تہجد خوانوں کے سوائے تکان کے کچھ بھی فائدہ نہیں اور بہت سے قرآن خوانوں پر قرآن

لعنت کرتا ہے اور بہت سے نمازیوں کی نماز ہی ان کے منہ پر ماردی جائے گی فرمایئے جناب تو کیا اب نماز روزہ تہجد تلاوت ہی موقوف کر دیئے جائیں۔ بعض فاسق بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ نماز میں کیا رکھا ہے، روزہ میں کیا رکھا ہے، پردہ میں کیا رکھا ہے۔ دل صاف چاہیئے۔

محترم مودودی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سلف میں کبھی بھی ڈاڑھی کے ایک قبضہ سے کم پر اختلاف نہیں ہوا۔ درمختار میں صاف صراحت موجود ہے۔

واما الاخذ من دون ذٰلك	کہ ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کو تو امت بھر
فلم یبحه احدٌ۔	میں سے کسی نے بھی جائز نہیں کیا۔

ڈاڑھی کے متعلق اگر اختلاف ہے تو یہ کہ ایک قول یہ ہے کہ اس کو بوجہ حضور علیہ السلام کے مطلق فرمان اعفوا اللحیة کے بلا نہایت بڑھنے دیا جائے۔ اور کسی قسم کا تعرض کرنے کا نہ کیا جائے۔ نووی میں ہے۔

والمختار ترکها علی حالها	مذہب مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی کو مطلقاً
وان لا یتعرض بها بتقصیر	چھوڑ دیا جائے اور اس سے کچھ تعرض کرنے
ولا غیره۔	تک کا نہ کیا جائے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ ایک قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی کو چہرہ کی موزونیت کے لئے ہموار کر دینا بہتر ہے بوجہ حضور علیہ السلام اور بعض صحابہ کے فعل کے۔ مگر یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ خشخشی کر دینی جائز ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس میں ہے کہ قبضہ سے زیادہ کونسی صورت بہتر اور مستحسن ہے۔ بعض شوافع کے نزدیک ڈاڑھی بڑھائے رکھنا مختار ہے البتہ حج یا عمرہ میں ان کے نزدیک بھی قبضہ سے زیادہ کا ترشوانا مستحب ہے، اور احناف اور حنبلیوں کے نزدیک بھی قبضہ سے زیادہ کا کٹوانا بہتر ہے تفصیل آگے آرہی ہے رہا قبضہ سے کم ڈاڑھی کا کٹوانا۔ تو سلف صالح میں دین سے آزادی کی یوں گنجایش نہ تھی کہ۔

ع ۔ انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

جناب وہاں تو جتنے بال اُگ آئے بحفاظت رکھ لئے۔ چنانچہ حضرت[1] زہری کے متعلق لکھا ہے۔

کان قلیل اللحیۃ لہ شعرات طوال۔ — آپ کی ڈاڑھی بہت مختصر تھی کہ چند لمبے بال تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۳۴۱/۹)

ایک شخص نے فنیکین کے بال اکھیڑ دیے۔ حالانکہ اس کی پوری ڈاڑھی تھی تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کو فاسق قرار دیتے ہوئے اس کی شہادت قبول نہ کی سلف تو اتنی سی حرکت کو بھی بدعت محدثہ کہتے تھے۔ پوری تفصیل آگے آ رہی ہے بھلا مجوسیوں کی طرح ڈاڑھی خشخشی کرنے کی کوئی جرأت یا جسارت کر سکتا ہے؟ یا چند دن سے زیادہ کی مونڈی ہوئی ڈاڑھی کو شارع علیہ السلام کے منشاء کے مطابق سمجھ سکتا تھا؟ البتہ مودودی صاحب کو "صفحوں کے صفحوں" میں ایک سطر بھی ایسی نظر نہ آئی جس میں قبضہ تک ڈاڑھی رکھنا ضروری ہوتا۔ سچ ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ ط

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع۔ آمین یا رب العلمین۔

ڈاڑھی تواریخ میں

تواریخ میں لکھا ہے کہ جب کسریٰ شاہِ ایران نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب مبارک پھاڑ کر اپنے ماتحت گورنر یمن باذان کو لکھا کہ دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجو جو جاکر حضور علیہ السلام کو میرے پاس بھیج دیں۔ باذان کے دو آدمی جب حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔ تو ان دونوں کے ڈاڑھیاں مونڈی ہوئی تھیں اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔

---

[1] امام زہری ابن شہاب استاذ امام اعظم ابو حنیفہؒ

وکان علی ذی الفرس من حلق لحاهم واحفاء شواربهم فکرہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الیهما وقال ویلکما من امرکما بهذا؟ قالا امرنا ربنا یعنیان کسرٰی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن ربی قد امرنی باعفاء لحیتی وقص شاربی[1]

ان دونوں کی مجوسیوں کے فیشن کے مطابق ڈاڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں تو حضور علیہ السلام کو ان کی یہ مکروہ شکل بہت ہی ناپسند آئی، اور آپ نے فرمایا تم پر ہلاکت ہو۔ تم کو کس نے ایسی مکروہ شکل بنانے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے رب کسریٰ نے۔ حضور نے فرمایا۔ لیکن میرے رب نے تو مجھے ڈاڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے۔

غور کیجئے وہ دونوں مہمان تھے سفیر تھے۔ کافر تھے۔ ہمارے مذہب کے پابند ہی نہ
مگر چونکہ اُن کی یہ بری صورت فطرتِ سلیمہ کے خلاف تھی۔ اور شیطان لعین کے حکم کی اطا
اس لئے حضور سے ان کی یہ مکروہ شکل دیکھنی گوارا نہ ہو سکی۔ ان سے مونہہ موڑ لیا اور ان کو بددُعا
جملہ فرمایا کہ تم پر ہلاکت ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی تصریح فرما دی کہ میرے رب تعالیٰ نے تو مجھے پور
ڈاڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے، گویا جو ڈاڑھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جسکا ا
حکم دیا ہے اسکی مقدار وہ ہے جو حضور علیہ السلام نے خود رکھ کر بتلائی کہ سینہ مبارک کو
دیتی تھی۔ مودودی صاحب کی چند روز سے زیادہ کی مونڈی ہوئی ڈاڑھی ہرگز اللہ تعالیٰ
اسکے رسول علیہ السلام کی منشا نہیں پس آپ کے محب امتیوں کو غور کرنا چاہیئے کہ جو لوگ
مجوسیوں کی اتباع کرکے روزانہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں اور ان کے یہ اعمال روزانہ فرشتے
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتے ہیں تو حضور علیہ السلام کو یہ حرکات دیکھ کر
ہوتا ہوگا۔ اور جب میدان قیامت میں حضورؐ کے امتی ایسی مکروہ صورت میں حضور کے سامنے
تو اسوقت اگر حضورؐ ان سے مونہہ موڑ لیں تو کتنا بڑا خسارہ ہے ؎

---

[1] ملاحظہ ہو تاریخ الخمیس ص۳۵ ج۲ و طبری ص۱۹ ج۳ و ابن کثیر ص۲۷ ج۴ و سیرت حلبی ص۲۴ ج۲ مطبوعات مصر

اگر از آسماں اُفتم امیدِ زندگی دارم
وگر از طاقِ ابرویت بیفتم بر نمے خیزم

تفسیر در منثور میں ہے کہ ایک مجوسی جس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور ڈاڑھی منڈی ہوئی تھی حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔

فقال له النبی صلی الله علیه وسلم ما هٰذا قال هٰذا فی دیننا فقال ولٰکن فی دیننا ان تجز الشارب وان تعفی اللحیة۔[1]	تو حضور علیہ السلام نے اس کی شکل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کیا برا طریقہ ہے۔ اس نے کہا یہ تو ہمارے دین میں ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا لیکن ہمارے دین میں تو یہ ہے کہ مونچھیں کٹائی اور ڈاڑھی بڑھائی جائے۔

ان دونوں عبارتوں سے صاف واضح ہو گیا کہ خدا کا حکم اور رسول اللہ کا دین پوری ڈاڑھی رکھنا ہے نہ کہ چند دن سے زیادہ کی مونڈی ہوئی نیز حضور نے ڈاڑھی عرب کے رواج ملکی یا اپنے مذاقِ طبعی کی بنا پر نہیں رکھی جیسے کہ جناب مودودی صاحب نے رسائل ومسائل جلد اول ص ۲۱۷ پر گل افشانی فرمائی ہے، بلکہ خدا کا حکم اور خدا کا دین سمجھ کر رکھی تھی۔

ایک اہم تنبیہ

حدیث کی مشہور کتاب تنویر میں ایک حدیث جس کو شرع شرعۃ الاسلام سے علامہ محمد ہاشم سندھی نے "بیاض"[2] میں نقل کیا ہے۔ یوں ہے :۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده انه صلی الله علیه وسلم کان یأخذ من لحیته طولا وعرضا اذا زاد علی القبضة کذا فی التنویر۔	عمرو بن شعیب اپنے باپ شعیب سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی ڈاڑھی مبارک طول وعرض سے کچھ کچھ ترشوا دیا کرتے تھے جب کہ وہ ایک قبضہ سے زیادہ ہو جاتی تھی۔

---

[1] درمنثور ص ۱۱۲ ج ۱ [2] بیاض ہاشمی ص ۲۰ ج ۳۔

یہ حدیث ترمذی میں بھی آئی ہے مگر اس میں اذا زاد علی القبضۃ کا لفظ نہیں اور اس طرح غیر واضح ہونے کی وجہ سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ ایک قبضہ سے شائد کم کا ترشوانا بھی جائز ہو، حالانکہ کم ترشوانا خود حضور کے فرمان اور چودہ سو سال کے اجماع و تعامل کے خلاف ہے، اس لئے علامہ علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ قبضہ سے زیادہ حصہ ترشوانا چاہیے۔

سیجیٔ استحباب اخذ اللحیہ طولا وعرضا ولکنہ مقید بما زاد علی القبضۃ۔ (مرقات ص ۴۵۷)

عنقریب آگے آئے گا کہ داڑھی کا طول و عرض سے کچھ کچھ ترشوانا مستحب ہے لیکن یہ ترشوانا مطلق نہیں بلکہ اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ جب داڑھی ایک قبضہ سے لمبی ہو جائے تب ترشوائی جائے۔

اور پھر آگے ص ۲۶۲ پر ترمذی کی حدیث پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ

و قید الحدیث فی شرع الشرعۃ بقولہ اذا زاد علی قدر القبضۃ وجعلہ فی التنویر من نفس الحدیث۔

یہ حدیث مطلق نہیں بلکہ اس شرط کے ساتھ شرح شرعۃ الاسلام میں مقید کیا ہے کہ حضور علیہ السلام ایک قبضہ سے زیادہ حصہ کو طول و عرض سے ترشوا دیا کرتے تھے اور ایک قبضہ سے زیادہ کی صراحۃ حدیث کی کتاب "تنویر" میں خود اصل حدیث میں موجود ہے۔

پھر حضرت علامہ علی قاری رح ترمذی کی اسی حدیث کی شرح میں نہایہ شرح ہدایہ سے لائے ہیں۔

و فی النہایۃ شرح الہدایۃ واللحیۃ عندنا طولها بقدر القبضۃ بضم القاف، وما وراء ذلك يجب قطعه لما

ہم اہل سنت کے نزدیک داڑھی کم از کم ایک قبضہ جتنی رکھنی ضروری ہے اور اس سے زیادہ کا کاٹ دینا واجب ہے بوجہ ترمذی کی اس حدیث کے جس میں ہے کہ حضور علیہ السلام ڈاڑھی کو

روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یاخذ من طولها وعرضها اورده ابو عیسٰی فی جامعه۔

طول وعرض سے کاٹ دیا کرتے تھے۔

لیکن اس واجب سے مراد سنت مؤکدہ ہے جیسے کہ مرقات میں تصریح ہے اور آگے آرہی ہے۔ اور اسی حدیث کی شرح میں علامہ طیبی فرماتے ہیں الاخذ من الاطراف قلیلا کہ مراد اطراف سے ذرا ذرا تراشنا ہے اور علامہ ابن المالک فرماتے ہیں تسویة شعر اللحیة سنة وهي ان یقص کل شعرة اطول من غیرها لیستوی جمیعها کہ داڑھی کے بالوں کا برابر کرنا سنت ہے اس طرح کہ جو بال دوسرے بالوں سے بڑھ کر باہر نکل جائے اس کو تراشے تاکہ سب داڑھی برابر ہو جائے۔

داڑھی حضرات تابعین میں

ترمذی کی اس حدیث کی شرح کے ذیل میں علامہ علی قاری امام غزالی کی احیاء العلوم سے لائے ہیں۔

وفی الاحیاء وقد اختلفوا فیما طال من اللحیة فقیل ان قبض الرجل علی لحیته واخذ ما تحت القبضة فلا باس به وقد فعله ابن عمر وجماعة من التابعین واستحسنه الشعبی وابن سیرین

سلف میں داڑھی کی لمبائی میں یہ اختلاف ہوا ہے کہ بعض نے کہا کہ آدمی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد کو کاٹ دے کہ عبداللہ بن عمر (اور ابو ہریرہ اور حضرت عمر) اور تابعین کی ایک جماعت نے ایسے کیا ہے اور امام شعبی اور ابن سیرین نے اسی کو پسند کیا ہے لیکن حسن بصری اور قتادہ وغیرہ نے اس کو ناپسند کیا اور کہا کہ داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا بہتر ہے۔ بوجہ فرمان حضور علیہ

وكره الحسن وقتادة ومن تبعها وقالوا تركها عافية احب لقوله عليه الصلوٰة والسلام اعفوا اللحى لكن الظاهر القول هو الاول فان الطول المفرط يشوه الخلقة ويطلق السنة المغتابين بالنسبة اليه فلا باس للاحتراز عنه على هذه النية۔

السلام کے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ لیکن قول ظاہر وہ مٹھی سے زیادہ کٹوانے والا ہی ہے۔ کیونکہ بے ڈھب لمبی ڈاڑھی چہرے کی زینت کو خراب کر دیتی ہے اور غیبت اور تمسخر کرنے والوں کی زبانوں کو کھول دیتی ہے۔ بس اس نیت سے کٹوانے میں کچھ ہرج نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں حضرات صحابہ و تابعین کو تو ڈاڑھی میں دو ہی صورتیں نظر آئی تھیں ایک مطلقاً چھوڑ دینا بوجہ حضور کے فرمان کے کہ ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ اور دوسرے قبضہ سے زیادہ کا ترشوانا بوجہ فعل حضور علیہ السلام و صحابۂ کرام کے اور قبضہ سے کم کے ترشوانے کو حضرت عینی رح مجوسیوں کا فعل فرماتے ہیں اور صاحب درمختار مغاربہ اور ہیجڑوں کا فعل بتلاتے ہیں جیسے کہ آگے آرہا ہے اور اس کے جائز ہونے کا قائل سلف و خلف کوئی بھی نہیں ہوا جیسے کہ پیچھے درمختار سے صراحت گذری ہے۔ البتہ چودھویں صدی کے خود ساختہ مجدد جناب مودودی صاحب کو ہی بمصداق "ہیروزہ اگرچہ گندہ لیکن ایجاد بندہ" "چند دن سے زیادہ کی مونڈی ہوئی ڈاڑھی شارع علیہ السلام کا منشاء معلوم ہوئی گو وہ سلف کے نزدیک مجوسیوں کا فعل تھی۔ ع

وائے گر در پس امروز بود فردائے

مزید رعایت

جناب مودودی صاحب نے خشخشی والوں کے لئے تو دلیری سے "چند دن سے زیادہ" کی منڈی ہوئی ڈاڑھی کی گنجائش نکال دی۔ لیکن بہت سے بالکل مونڈی ڈاڑھی والے بھی چونکہ تحریک کے "متفقین" میں سے تھے۔ اس لئے جناب مودودی صاحب نے مبہم اور دبے لفظوں میں بعض ایسی سطریں بھی لکھ دیں جس سے "صفاچٹ" حضرات کی بھی

ں جوئی ہو جائے ۔ ع

جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

چنانچہ لکھتے ہیں ۔

" آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی ڈاڑھی رکھنی سنت رسول یا اسوۂ رسول ہے۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جسکے جاری اور قائم رکھنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے جاتے رہے ہیں مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے "۔

(رسائل ص ۳۰۸ و ۳۰۹)

(اور اس لباس میں) بعض چیزیں ایسی ہیں جو حضور کے اپنے شخصی مزاج اور قومی طرز معاشرت اور آپ کے عہد کے تمدن سے تعلق رکھتی ہیں ان کو سنت بنانا نہ تو مقصود تھا نہ ان کی پیروی پر اس دلیل سے اصرار کیا جا سکتا ہے کہ حدیث کی رو سے اس طرز خاص کا لباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے اور نہ شرائع الٰہیہ اس غرض کے لئے آیا کرتی ہیں کہ کسی شخص خاص کے ذاتی مذاق یا کسی قوم کے مخصوص تمدن یا کسی خاص زمانے کے رسم و رواج کو دنیا بھر کے لئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے سنت بنا دیں۔ سنت کی اس تشریح کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو یہ بات با آسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو چیزیں اصطلاح شرعی میں سنت نہیں ان کو خواہ مخواہ سنت قرار دے دینا منجملہ ان بدعات کے ہے جن سے نظام دینی میں تحریف واقع ہوئی ہے"۔ رسائل صفحہ ۳۱۳ تا ۳۱۴)

"تمدن و معاشرت کے معاملات میں دوسری چیز وہ عملی صورتیں ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اصولوں کی پیروی کے لئے خود اپنی زندگی میں اختیار کیا۔ یہ عملی صورتیں کچھ تو حضور کے شخصی مذاق اور طبیعت کی پسند پر مبنی تھیں، کچھ اس ملک کی معاشرت پر جس میں آپ پیدا ہوئے تھے اور کچھ اس زمانے کے حالات پر جس میں آپ مبعوث ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی تمام اشخاص اور تمام اقوام کے لئے سنت بنا دینا مقصود نہ تھا۔"

(رسائل ص۳۱۷)

"پھر (یہ لوگ) اس سے زیادہ خطرناک غلطی یہ کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کو بعینہ وہ سنت قرار دیتے ہیں جس کے قائم و جاری کرنے کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے درآں حالے کہ جو امور آپ نے عادتاً کئے ہیں انہیں سنت بنا دینا اور تمام دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ سب ان عادات کو اختیار کرلیں۔ اللہ اور اس کے رسول کا ہرگز منشا نہ تھا۔ یہ تحریف ہے جو دین میں کی جا رہی ہے۔" (رسائل ص۲۹۹ و ۳۰۰)

یہ تمام عبارتیں ڈاڑھی کے مبحث میں ہیں اور خود اتنی واضح اور صاف ہیں کہ کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی رکھی وہ آپ کی عادت۔ شخصی مزاج قومی طرز معاشرت، عہد کے تمدن، ذاتی مذاق، مخصوص تمدن زمانے کے رواج۔ شخصی مذاق طبیعت کی پسند۔ اس ملک کی معاشرت۔ زمانے کے حالات کی وجہ سے تھی اس ڈاڑھی کو اسوۂ رسول یا سنتِ رسول کہنا ایک سخت قسم کی بدعت اور خطرناک تحریف دین ہے۔ اور اس کو تمام اشخاص، تمام اقوام اور تمام لوگوں کے لئے سنت بنا دینا مقصود نہ تھا۔ جو چاہے سنت عادی کی اتباع کرے جو چاہے نہ کرے۔ خدا کا انصاف! جو مغرب زدہ لوگ ڈاڑھی منڈانا ضروری سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک

سنت لحیہ خصوصاً غیر ضروری بلکہ ذریعۂ نفرت و تمسخر ہے اور جو "دیوانہ راہوائے بس" کے مطابق معمولی سے معمولی جو اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ بن سکے لپک کر قبول کرنے کے لئے چشم براہ ہوں ان کو جب ایسے "مستند ملفوظات" ہاتھ لگ جائیں تو پس پھر اندھے کو کیا چاہیے دو آنکھیں، ان کو اور کیا چاہیے۔ یہ پڑھ لینے کے بعد قیامت تک بھی وہ راہِ راست پر نہ آئیں گے۔ ایسے حضرات کے لئے تو شدید قسم کی خاص اثباتی شدت اشد ضروری ہے۔ چنانچہ اس چیز کو خود مودودی حضرات نے بھی محسوس کیا۔ ملاحظہ ہو۔

علاوہ بریں مظاہر تقوی کے معاملہ میں بھی دوسرے مسائل کی طرح خود داعی و مصلح اول صلوٰۃ اللہ علیہ کے ذاتی اسوہ کا اتباع ہی راہ ہدایت ہے۔ اس امر کو تسلیم کرنے کے بعد یہ روایت مدنظر رکھیئے "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحیۃ تملأ صدرہ" اس اسوۂ رسول کا اتباع کرتے ہوئے اگر آپ افراط و تفریط کی اصلاح کریں تو پھر ادھر معترضین کو عیب چینی کے مواقع کم ملیں گے۔ اور ادھر مغربیت زدہ لوگوں کے لئے طغیانِ نفس و اباۓ اطاعت کے مواقع کمتر حاصل ہونگے۔

لیکن دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ طبقہ ہے جس کے نزدیک مظاہر تقوی کے معاملہ میں سنتِ انبیاء خصوصاً داڑھی کی سنت کا اتباع کرنا نہ صرف غیر ضروری بلکہ ذریعۂ نفرت و تمسخر ہے۔ اس گروہ کی اصلاح بھی تو آخر ہمارے ہی ذمہ ہے۔ تو پھر کیا فرض پورا کرنے کے لئے وہی "اثباتی شدت" زیادہ کارآمد نہیں ہے جو مظاہر تقوی کے تحفظ میں قدیم دیندار طبقہ کی روح تھی۔"

(رسائل جلد اول ص ۳۰۲)

یہ تو قدیم دیندار طبقہ کی اثباتی شدت ہی کی برکت تھی جو ڈاڑھی مودودی صاحب

تک پہنچ آئی ورنہ اگر پانچ سات صدی قبل ایسے "مستند ملفوظات" بیان کرنے والے کوئی "مردِ مجدد" پیدا ہوجاتے تو آج تک پوری کی پوری امت صفاچٹ ہوگئی ہوتی۔ جسطرح بعض دوسرے ملکوں میں ایسے جاہل علماء پیدا ہوئے اور عوام کو صفاچٹ بنا کر رکھ دیا۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہا۔ خدا تعالیٰ ایسی گمراہیوں سے بچائے۔ آمین

ڈاڑھی اجماعِ امت میں

حافظ عماد الدین ابن کثیر حنبلی اپنی تاریخ میں واقعات ۷۶۱ھ کے ذیل میں لکھتے ہیں

الامر بالزام القلندرية	قلندریہ فرقہ کے لوگوں پر ڈاڑھی اور مونچھیں
بترك حلق لحاهم وحواجبهم	اور ابرو نہ منڈانے کی پابندی کا حکم اور یہ ڈاڑھی
وشواربهم وذلك محرم	وغیرہ منڈانا باجماعِ امت حرام ہے جیسے کہ ابن
بالاجماع حسب ماحكاه ابن	حازم نے بیان فرمایا ہے گو کسی ایک فقیہ نے
حازم وانما ذكره بعض الفقهاء	مکروہ بھی کہا ہے مگر اس مکروہ سے مراد بھی حرام
بالكراهية۔ ورد كتاب من	ہی ہے۔ مورخہ ۱۰ ار ذی الحجہ ۷۶۱ھ میں سلطان
السلطان ايده الله الى دمشق	حسن بن محمد ایدہ اللہ کا فرمان دمشق پہنچا کہ قلندریہ
فى يوم الثلثاء خامس عشر ذى	فرقہ کے لوگوں کو پابند کیا جائے کہ وہ مسلمانوں
الحجة ۷۶۱ه بالزامهم اى	کی سی وضع اختیار کریں (یعنی ڈاڑھی اور مونچھیں
القلندرية۔ بزى المسلمين	نہ منڈائیں) اور عجمیوں اور مجوسیوں کی شکل و صورت
وترك زى الاعاجم والمجوس فلا	(ڈاڑھی وغیرہ منڈا کر) نہ اختیار کریں پس اس فرقہ
يمكن احد منهم من الدخول الى	کے کسی شخص کو اسوقت تک سلطانی شہروں میں
بلاد السلطان حتى يترك هذا	داخل نہ ہونے دیا جائے جب تک کہ وہ اس مبتدع
الزى المبدع واللباس المستشنع	طریقہ اور برے لباس کو نہ چھوڑیں اور جو کوئی
ومن لا يلتزم بذلك يعزر شرعًا	اس حکم کا پابند نہ ہو تو اس کو شرعی سزا دے

ویقلع من قرارہ قلعا اھ صفحہ جلد ۲ کہ ملک بدر کردیا جائے۔

اور بوادر جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ پر ہے کہ درمختار کی اس صراحت کا (کہ ایک قبضہ سے داڑھی کسی نے بھی کم کرنے کو جائز نہیں کہا) یہ مطلب ہے کہ یہ داڑھی کا ایک قبضہ سے کم کرنا باجماع امت حرام ہے اور کم از کم ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنی باجماع اُمت ثابت ہے۔

داڑھی مذاہب اربعہ میں

فقہ حنفی

کتاب الآثار حضرت امام محمد باب حفۃ الشعر من الوجہ میں ہے۔

محمد قال اخبرنا ابوحنیفۃ عن الھیثم عن ابن عمر انه کان یقبض علی اللحیۃ ثم یقص ما تحت القبضۃ قال محمد وبه ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ۔	امام محمد امام اعظم ابوحنیفہ سے وہ حضرت ہیثم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے۔ اور حضرت امام اعظمؒ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

احناف کے نزدیک ایک قبضہ سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا سنت ہے۔ اور حسب تصریح نہایہ شرح ہدایہ واجب ہے، مگر علامہ علی قاری نے لکھا ہے کہ اس واجب سے مراد سنت موکدہ ہے۔ اور شامی میں ہے۔

ولاباس بان یقبض علی اللحیۃ فان زاد علی قبضۃ شی جزء وھو سنۃ کما فی المبتغی و واجب کما فی النہایۃ۔	اگر کوئی شخص ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر زائد کو کاٹ ڈالے تو اس میں کچھ ہرج نہیں۔ اور مبتغی میں لکھا ہے کہ یہ تراشنا سنت ہے اور نہایہ میں لکھا ہے کہ واجب ہے۔

کیونکہ زیادہ بے ڈھب لمبی ڈاڑھی ناموزون معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ شرح عین العلم جلد اول صـــ۳۲۶ پر ہے۔ فالمفرط یری سمجا ای قبیحا۔

پھر مرد کو عورتوں اور بچوں کا سردار بنایا گیا ہے اور نشانِ سرداری کے طور پر قدرت کی طرف سے اس کو ڈاڑھی بخشی گئی ہے تاکہ عورتوں اور بچوں پر اس کا رُعب قائم ہو اور اس کا چہرہ باوقار رہے، چنانچہ علامہ عینیؒ شرح ہدایہ میں ایک حدیث لائے ہیں کہ کچھ فرشتوں کی یہ تسبیح ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے زینت بخشی مردوں کو ڈاڑھیوں سے اور عورتوں کو مینڈھیوں سے اور اس لئے قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی جو چہرے کے ساتھ موزوں ومناسب نہ لگتی ہو اس کا ترشوانا مباح کیا گیا۔

لیکن ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کا کترنا بھی حرام ہے۔ درمختار کتاب الصوم میں ہے۔

واما الاخذ منها وهي دون ذٰلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احدٌ واخذ كلها فعل اليهود والهنود والمجوس الاعاجم۔ (درّ) والتشبه بهم حرام (طحطاوی)۔	ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کے کترنے کو جیسے کہ بعض مغربی عیسائی اور ہیجڑے کرتے ہیں کسی نے بھی جائز نہیں کہا۔ اور ساری کا کتر لینا مونڈنا تو یہودیوں، ہندوؤں۔ اور عجمیوں و مجوسیوں کا فعل ہے (درمختار) اور ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنی مسلمانوں کے لئے حرام ہے طحطاوی۔

اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ عربی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

• وهل يجوز حلق اللحية كما يفعله الجوالقيون۔ جواب لا وظاهر كلامهم حرمة حلق اللحية ونقصانها من	کیا ملنگوں کی طرح ڈاڑھی کا منڈا دینا جائز ہے؟ جواب۔ جائز نہیں اور فقہاء اور محدثین کے کلام سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قدر مسنون سے کم ڈاڑھی کا کترنا

القدر المسنون ومايقال	مونڈنا حرام ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ سنت
انها سنة فمعناها طريقة	ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسلامی طریقہ
مسلوكة فى الدين او ان وجوبها	ہے یا اس کا واجب ہونا حدیث سے ثابت ہوا
ثبت بالسنة۔	ہے۔

اور شرح مشکوٰۃ فارسی میں ہے "حلق کردن لحیہ حرام است و گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب است۔"

ایک شبہ کا ازالہ

اوپر کے کچھ حوالہ جات میں ڈاڑھی کے متعلق سنت کا لفظ آیا ہے اور عوام میں بھی مشہور ہے کہ ڈاڑھی رکھنی سنت ہے۔ حالانکہ ڈاڑھی رکھنی تو فرض ہے تو پھر سنت ہونے کا کیا معنی! اس شبہ کے چند جواب ہیں۔ مگر ان سے پہلے ایک اہم علمی اور اصولی وضاحت ذہن نشین کر لینی چاہیے۔

(۱) سنت کا لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (الف) کتاب و سنت یہاں سنت حدیث کے معنی میں ہے۔ یعنی قرآن و حدیث (ب) ایک سنت وہ ہوتی ہے جو مستحب اور واجب کے درمیان ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں فرض واجب سنت مستحب (ج) بعض جگہ سنت کا لفظ عادت کے معنی میں آتا ہے۔ مثلاً سنت اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی عادت (د) بعض جگہ سنت کسی شخص کے کسی کام کے تذکرے میں آتا ہے مثلاً قربانی سنت خلیل علیہ السلام ہے۔ یا صفا مروہ کے درمیان دوڑنا (سعی) سنت حضرت ہاجرہ ہے (ھ) بعض جگہ لفظ سنت مطلق رسم کے معنی میں آتا ہے اگر وہ رسم اچھی ہوگی تو اس کو سنت حَسَنہ کہیں گے اور اگر وہ رسم بری ہوگی تو اس کو سنت سیئہ کہیں گے جیسے حدیث میں من سنّ فى الاسلام سنة حسنة اور سنةً سيئةً کے الفاظ آتے ہیں۔

(۲) تمام فرائض و ارکان اسلام حتیٰ کہ پانچ بنائے اسلام بلکہ قرآن کا کلام اللہ ہونا بھی سنت یعنی حدیث سے ثابت ہوتا ہے ۔ یعنی حدیث شریف نے بیان کیا اور ہم ایمان لائے کہ یہ قرآن پاک نص قطعی ہے ، اور اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے ، اور اس کا رتبہ حدیث سے بڑا ہے ، یہ الحمد سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے ۔ اس کے تیس پارے ہیں ۔ اور ایک سو چودہ سورتیں ہیں ، یہ نمازیں پڑھا جاتا ہے اس کو اگر نمازیں نہ پڑھا جائے ۔ بلکہ اس کے بجائے اگر احادیث پڑھی جائیں تو نماز بھی صحیح نہیں ہو سکتی ۔ وغیرہ وغیرہ ، تو گویا حدیث قرآن کی سند ہے ، اور اگر سند ہی غیر معتبر ہو جائے تو پھر قرآن پاک کا قرآن ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا ۔

پھر حدیث نے ہی پانچ بنائے اسلام مفصل بیان کئے ، اور ہم ایمان لائے حدیث نے ان کے حدود اوقات و شروط فرائض سے لے کر مستحبات اور آداب تک متعین کیے ، نماز کی کسی حرکت کو فرض کہا کسی کو واجب کسی کو سنت کہا کسی کو مستحب اور ہم نے ان سب کو بجنسہٖ تسلیم کیا ۔ اگر اب کوئی شخص حدیث شریف کے بیان کردہ شکل و شروط کے خلاف اپنی طرف سے چکڑالویوں ، پرویزیوں کی طرح نماز روزہ کا کوئی دوسرا طریقہ ایجاد کرے تو وہ مردود ہوگا ، کیونکہ وہ حدیث شریف کے بیان کردہ شکل و شروط کے خلاف ہے ۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(۳) پھر یہی پانچ بنائے اسلام اپنی جگہ پر قطعی فرض ہونے کے ساتھ حضور علیہ السّلام کی سنت بھی ہیں ۔ اس طرح کہ حضور علیہ السّلام نے کلمۂ شہادت اور نماز خود پڑھ کر، روزہ خود رکھ کر، حج خود ادا فرما کر اور زکوٰۃ و صدقات خود عطا فرما کر ہم امتیوں کو اپنے عمل مبارک سے ان فرائض کے صحیح طور پر ادا کرنے کا طریقہ بتایا سمجھایا ۔ تو اسطرح یہ ارکان فرض

ہوتے ہوئے حضورؐ کی سنت بھی بن گئے۔

اسی طرح ڈاڑھی کا رکھنا باوجود فرض عملی ہونے کے حضور علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔

پس جب یہ اہم اور قیمتی اصول ذہن نشین ہو جائے تو پھر ان منکران حدیث چکڑالوی طلوع اسلامی فرقوں کا بھی قطعی جواب ہو جاتا ہے۔ جو حدیث کو نہیں مانتے کیونکہ اگر قرآن پاک کے ثبوت کے درمیان سے حدیث کو نکال دیا جائے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت قرآن کو قرآن ثابت نہیں کر سکتی۔ فللہ الحمد والمنۃ۔

اب اس شبہ کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

جواب اوّل:

تو یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھنی تو واجب (فرض عملی) ہے مگر اس کا ثبوت سنت سے ہوا ہے، جیسے کہ اوپر حوالہ ۱۶ میں حضرت شیخ عبد الحق صاحب نے تصریح فرمادی ہے کہ ان وجوبها ثبت بالسنۃ (یعنی داڑھی رکھنے کا وجوب سنت سے ثابت ہوا ہے

اس کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ شامی جلد اول باب عیدین کی ابتداء میں ہے۔

وتجب صلوتهما فی الاصح	نماز عیدین قول اصح میں واجب ہے
(در) قوله فی الاصح وسماها	اور جامع صغیر میں اس کو سنت کہا گیا ہے
فی الجامع الصغیر سنة لان	مطلب یہ کہ نماز عیدین کا واجب ہونا سنت
وجوبها ثبت بالسنة (شامی)۔	(یعنی حدیث) سے ثابت ہے۔

بلکہ ہر واجب سنت سے ثابت ہوتا ہے۔ درمختار باب وتر میں ہے۔

هو فرض عملا واجب اعتقادا	نماز وتر عملاً فرض، اعتقاداً واجب ہے
سنة ثبوتا۔ در۔ ای ثبوته علم	اور ثبوتاً سنت ہے۔ یعنی وتر کے واجب
من جهة السنة لا القرآن۔	ہونے کا ثبوت سنت سے ہوا ہے۔

بلکہ بسا اوقات فرض قطعی بھی سنت (حدیث) سے ثابت ہوتا ہے، شامی فرائض وضو میں ہے۔

حتی ثبت رکنیة الوقوف بعرفات بقوله صلی الله علیه وسلم "الحج عرفة"۔

میدانِ عرفات میں ٹھہرنا فرض اور رکن حج ہے اور یہ حضور علیہ السلام کی اس حدیث سے ثابت ہے جو آپ نے فرمایا کہ حج عرفات میں ٹھہرنا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فرض اور واجب میں عملاً کوئی فرق نہیں ہوتا، دونوں کا تارک ایک جیسا گنہگار ہوگا۔

جواب دوم:

یہ ہے کہ ڈاڑھی سنت یعنی ایک اچھا طریقہ ہے جیسے قربانی سنتِ ابراہیم ہے پس جبکہ قربانی کو سنتِ ابراہیم علیہ السلام کہنے سے یہ قربانی فرض ہونے سے نکل کر مستحب نہیں بن جاتی اسی طرح ڈاڑھی کو سنتِ رسول کہہ دینے سے یہ واجب ہونے سے نہیں نکل جاتی اور اس کا منڈانا حرام ہی رہتا ہے، یعنی ڈاڑھی سنت ہے، یعنی دین کا ایک اچھا چالو طریقہ ہے۔ جیسے حضرت شاہ عبدالحق نے ع۱۱ میں تصریح فرمائی ہے۔

فمعناه طریقة مسلوکة فی الدین۔

ڈاڑھی سنت ہونے کا معنے یہ ہے کہ یہ دین کا ایک چالو اور مشہور اچھا طریقہ ہے۔

اس کے دوسرے نظائر بھی مل سکتے ہیں مثلاً علامہ شامی نے کتاب العیدین میں تکبیراتِ تشریق کے موقعہ پر ایک مطلب کی حاشیہ پر صراحت فرمائی ہے۔

مطلب اطلاق اسم السنة علی الواجب۔

کہ لفظ سنت کا واجب پر بولنا درست ہے اور کتاب میں لکھا ہے۔

واطلاق اسم السنة علی

واجب کو سنت کہہ دینا جائز ہے، کیونکہ

الواجب جائزلات السنّة	سنت پسندیدہ طریقہ اور اچھی عادت کا نام ہے
عبارۃ عن الطریقۃ المرضیۃ	اور ہر واجب کی یہی صفت ہوتی ہے اور اسی قبیل
والسیرۃ الحسنۃ وکل واجب ھٰذا	سے فقہا کا قعدۂ اولیٰ کو سنت کہدینا ہے۔
صفتہ قلت ومنہ اطلاق کثیر	حالانکہ وہ واجب ہے۔
علی القعود الاول انہ سنۃ۔	

پس ان تصریحات سے اس بحث میں اب تو یہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جہاں کہیں بھی لفظ "من القدر المسنون" یا "بقدر المسنون" یا "والسنۃ فیھا القبضۃ" آیا ہے اس کا یہی مطلب ہے، اور نصاب الاحتساب[1] کی اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے۔

قال علیہ السلام۔ احفوا	حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مونچھیں
الشوارب واعفوا اللحی ای	کتاؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ یعنی مونچھوں کو کترو اور
قصوا الشوارب واترکوا اللحیٰ	ڈاڑھی کو اپنی حالت پر بڑھاؤ۔ اور جب تک وہ
کما ھی ولا تقطعوھا ولا تحلقوھا	ایک قبضہ بھر نہ ہو جائے۔ اس کو نہ کتاؤ
ولا تنقصوھا من القدر المسنون	نہ منڈاؤ۔ نہ گھٹاؤ۔ اور صحیح مقدار ایک
وھو القبضۃ۔	مٹھی ہے۔

نیز واضح رہے کہ "مسنون" "بعض دفعہ "صحیح" اور "مطابق شریعت" کے معنی میں بھی آیا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں کام کا مسنون طریقہ یوں ہے اور فلاں چیز کی مقدار مسنون اتنی ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ کسی فرض واجب وغیرہ کو مطابق سنتِ نبوی ادا کرنے سے اتباعِ سنت کا بھی ثواب ملتا ہے اور اس کو چھوڑ دینے سے ترک سنت کا بھی وبال آتا ہے۔ تو یہی حال ڈاڑھی کا ہے کہ اس کے قبضہ سے کم کترانے یا منڈانے سے علاوہ فرض عملی کی مخالفت کے ترک سنت بھی لازم آجاتا ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہا۔

---

[1] نفع المفتی والسائل ص ۱۳۹

تیسرا جواب :

یہ ہے کہ جہاں روایت ۲ اور ۳ میں "من المقدر المسنون" اور "والسنة فیها القبضة" آیا ہے، وہیں "لم یبحه احد" اور "حرمة حلق اللحیة" اور "حلق اللحیة حرام" کے الفاظ ساتھ ہی موجود ہیں۔ اور ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی عقل کا اندھا یا نیت کا کھوٹا شخص ہی ڈاڑھی کو معمولی سنت سمجھ کر اس کی بے حرمتی کر سکتا ہے۔ اس تشریح سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ عوام میں جو مشہور ہے کہ ڈاڑھی رکھنی سنت ہے تو اس کی وجہ بھی وہ مغالطہ ہے جو بعض اہلِ علم کو سنت کا معنی سمجھنے میں لگ گیا۔

چوتھا جواب :

چوتھا جواب جو سب سے مضبوط اور قیمتی ہے وہ یہ ہے کہ پنجابی کی ایک مشہور مثل ہے کہ "اصلوں کو اشارہ کم اصلوں کو سونٹا"۔ عشق و محبت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ محبوب کی ہر ادا پر آدمی مر مٹنے کا عزم و ارادہ رکھے اور اس کے ہر حکم نہیں نہیں بلکہ ہر اشارہ کو واجب التعمیل سمجھے اور جہاں محبت کامل ہو وہاں تو چہرے کے تیور ہی حکم صریح کا درجہ رکھتے ہیں۔ اصلی عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابۂ کرام کے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ ان کو صرف حضور علیہ السلام کی رضا ہی مطلوب اور مقصودِ زندگی تھی۔ حضورؐ کے چہرے کی گرانی ہی ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہو جاتی تھی کہاں کے واجب اور کہاں کے سنت اور کہاں کے حکم اور کہاں کے اشارے۔ یہ سونٹے تو ہم جیسے بے عقلوں اور کم اصلوں کے لئے ہیں ورنہ وہاں تو یہ حالت تھی کہ اگر کسی صحابی کو شبہ ہی پیدا ہو گیا کہ حضور کو یہ بات ناگوار ہے یا وسوسہ ہی آ گیا کہ یہ بات حضورؐ کو مطلوب ہے تو پوچھے بغیر ہی تعمیل ہو جاتی تھی چنانچہ دو چار واقعات ملاحظہ ہوں۔

(۱) عمرو بن عاص کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے، ان پر کسم کی رنگی ہوئی ایک چادر تھی، حضور علیہ السلام نے دیکھی تو

آپ کو کچھ پسند نہ آئی، حضرت عبداللہ بھی سمجھ گئے، گھر جا کر چادر چولھے میں جلا دی۔ بعد میں حضورؐ کو علم ہوا تو فرمایا کہ تمہارے ساتھ تو اچھی نہ لگتی تھی تو گھر میں کسی کو دے دیتے کسی اور کے کام آجاتی۔

فائدہ۔ اگرچہ چادر جلانے کی ضرورت نہ تھی کہ کچھ بھی ارشاد نہ تھا، مگر عشق میں سوچ کا کیا کام، ہم جیسا کوئی نالائق ہوتا تو ہزاروں حجتیں اور احتمالات نکالتا پھرتا۔

(۲) حضور علیہ السلام نے ایک انصاری کا پختہ مکان دیکھا۔ حضورؐ کو پسند نہ آیا۔ ان انصاری کو بھی حضورؐ کی ناپسندیدگی معلوم ہوگئی، فوراً مکان کو گرا کر زمین کے برابر کردیا پھر ایک دفعہ حضور علیہ السلام کا اس طرف گذر ہوا تو مکان نہ دیکھ کر پوچھا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی ناپسندیدگی کا علم ہونے پر اس انصاری نے مکانکو گرادیا ہے

فائدہ۔ یہ ہیں کمالِ عشق کی باتیں کہ مکان گرا کر حضورؐ کو جتلایا تک نہیں کہ میں نے حضورؐ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے مکان گرادیا۔ ہمیں اپنے ایمانوں کا وزن کرنا چاہیے کہ حضورؐ کے صریح فرمان ڈاڑھی کے ساتھ ہم کتنی حجتیں نکالتے ہیں۔

(۳) حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں۔ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرے بال بڑھے ہوئے تھے، حضورؐ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ ذباب، ذباب میں سمجھا میرے بالوں کے متعلق فرما رہے ہیں، فوراً جا کر بال کٹوادئے، دوسرے دن پھر حاضر ہوا۔ تو حضورؐ نے بالوں کا پوچھا میں نے عرض کیا کہ میں نے حضور کے فرمان پر کٹوادئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے بالوں کا نہیں کہا۔

فائدہ۔ ذباب عربی میں مکھی کو بھی کہتے ہیں۔ اور منحوس اور بری چیز کو بھی کہتے ہیں حضورؐ کی مراد تو کچھ اور تھی مگر اشارہ پر مر مٹنے والے عاشق احتمال کب نکالتے ہیں اور منشاء خواہ غلط ہی سمجھا مگر تعمیل میں دیر نہ کی۔ یہ بھی نہیں بلکہ اگر حضورؐ نے کچھ فرمایا بھی نہ ہو اور یوں ہی محسوس ہوگیا ہو کہ حضورؐ کی یہ خواہش ہے تو فوراً تعمیل ہوتی تھی۔ چنانچہ

(۴) حضرت حارثہ کا مکان حضورؐ کے نزدیک تھا اور حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کا مکان قدرے دور تھا حضرت فاطمہؓ کی خواہش تھی کہ اگر حضرت حارثہ مکان بدل لیں تو میں نزدیک ہو جاؤں انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا مگر حضورؐ نے حضرت حارثہ کو فرمانا مناسب نہ سمجھا حضرت حارثہ کو معلوم ہوا تو دوڑے دوڑے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا مکان حضورؐ کی ملکیت ہے۔ گو مجھے حضورؐ کی ہمسائیگی کا بڑا فخر اور شوق ہے مگر حضرت فاطمہؓ کے آپ کے قریب آجانے سے آپ کو خوشی ہوگی۔ اس لئے یہ مکان آپ انہیں دے دیں۔ حضورؐ علیہ السلام نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ پھر برکت کی دعا دی اور مکان بدل لیا۔

اس سے بھی زیادہ یہ کہ حضرات صحابہ کرام کی دلی خواہش یہ ہوتی تھی کہ فلاں بات سے چونکہ حضور کو خوشی ہوگی اس لئے اس طرح ہو جائے۔

(۵) حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اپنے باپ ابو قحافہ کے اسلام سے ابو طالب کے اسلام کی زیادہ خواہش اور خوشی ہے کہ ابو طالب کے اسلام سے آپ کو زیادہ خوشی ہوگی۔

(۶) اور جب حضرت عباسؓ مسلمان ہوئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ آپ کے مسلمان ہونے کی خوشی مجھے اتنی زیادہ ہوئی ہے کہ اگر میرے والد خطاب بھی مسلمان ہو جاتے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ کیونکہ آپ کے اسلام سے حضور علیہ السلام کو زیادہ خوشی ہوئی ہے۔

(۷) حضرت انسؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت کو کدو زیادہ پسند ہیں تو اسی دن سے حضرت انسؓ نے بھی کدو کو پسند کرنا شروع کر دیا۔

(۸) ابو ایوبؓ انصاری کو معلوم ہوا کہ حضور کو کچے لہسن کا کھانا ناپسند ہے تو حضرت ابو ایوبؓ نے فرمایا کہ آئندہ میں بھی کچے لہسن کا کھانا کبھی پسند نہ کروں گا۔ (از حکایاتِ صحابہ) دیکھئے حضرات صحابہ کرام کس طرح حضور علیہ السلام کی پسند کو پسند اور ناپسند کو ناپسند

کرتے تھے۔ تو یہ ہیں عشق کی باتیں۔اگر اس مسئلہ ڈاڑھی میں حضور علیہ السلام کا کچھ بھی فرمان نہ ہوتا لیکن صرف اتنا معلوم ہو جاتا کہ ڈاڑھی کا قبضہ سے کم کرنا حضور علیہ السلام کو کچھ ناپسند سا ہے تو اصلی عاشقوں اور حقیقی محبوں اور فدائیوں کے لئے تو صرف اتنا ہی کافی تھا۔ مگر اللہ اکبر۔اب ہم لوگوں کو اپنے ایمانوں کو ٹٹولنا چاہیئے اور حضورؐ کے ساتھ زبانی عشق و محبت کا اندازہ لگانا چاہیئے کہ مختلف طریقوں سے حضورؐ ڈاڑھی کی ضرورت، اس کا اسلام ہونا، انتہائی سنت قدیمہ ہونا اس کا حکم خداوندی اور دینی کام ہونا سخت تاکید سے بیان فرماتے ہیں اور اس کے کٹانے منڈانے کو شیطان کا حکم اور قوم لوط، مجوسیوں اور مشرکوں کا فعل بتا بتا کر نہایت سختی کے ساتھ روکتے ہیں۔ تو اتنے لاتعداد سونٹوں کے بعد بھی جو بحیثیت مجموعی "ضرب شدید" کا حکم رکھتی ہیں ہم دودھ پینے والے مجنوں بمصداق "خوئے بدرا بہانہ بسیار" پھر بھی سیکڑوں حجتیں اور ہزاروں حیلے نکالتے پھرتے ہیں۔ اشارہ تو رہا ایک طرف سونٹے سے بھی باز نہیں آتے، تو پھر ہم "اصلوں" سے تو وہ "کم اصل" ہی اچھے رہے کہ جو "سونٹے" سے تو باز آجاتے تھے۔

نہ جب تک مر مٹیں ہم خواجۂ بطحا کے حکموں پر
خدا شاہد کہ کامل اپنا ایماں ہو نہیں سکتا

فقہ مالکی:

فقہ مالکی کے مشہور فقیہ علامہ محمد بن محمد غیثی مالکی المنح الوفیہ شرح مقدمہ العزیہ میں فرماتے ہیں۔

ان ترك الاخذ من اللحية	ڈاڑھی رکھنا فطرت میں سے ہے اور چھوڑنے
من الفطرة وامر في الرسال بان	کا حکم دیا گیا ہے کہ بڑھائی جائے۔ لیکن
تعفى اى تترك ولا حرج على	جس شخص کی ڈاڑھی ایک قبضہ سے لمبی ہو جائے
من طالت لحيته بان ياخذ	تو ایسے شخص کو قبضہ سے زائد حصہ کو کتر ڈالنے
منها اذا زادت على القبضة۔	میں کوئی حرج نہیں۔

فقہ شافعی:

مشہور شافعی فقیہ اور محدّث امام نووی حدیث خصال فطرت کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

والمختار ترکها علی حالها وان لا یتعرض لها بتقصیر ولا غیرہ۔

مذہب مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ کترنے اور منڈوانے کا تعرض بالکل نہ کیا جائے۔

اس پر حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں۔

کان مرادہ بذلك فی غیر النسك لان الشافعی رح نص علی استحبابه فیه۔

بالکل تعرض نہ کرنے سے امام نووی کی مراد شائد سوائے حج کے ہے۔ کیونکہ حضرت امام شافعی نے موقع حج پر ڈاڑھی کا کچھ کترنا مستحب لکھا ہے۔

فقہ حنبلی:

کشاف القناع شرح متن الاقناع صن۶ جلد اوّل میں ہے۔

(واعفاء اللحیة) بأن لا یأخذ منها شیئا مالم یستهجن طولها ویحرم حلقها ولا یکرہ اخذ مازاد علی القبضة۔

اور حضور علیہ السلام کی سنت ڈاڑھی کو چھوڑ دینا ہے اس طرح کہ اس میں سے کچھ بھی نہ تراشے جب تک کہ وہ بہت لمبی ہو کر بری نہ لگنے لگے اور اس کا منڈانا تو بالکل حرام ہے۔ البتہ قبضہ سے زیادہ حصہ کا تراشنا مکروہ نہیں۔

دیکھئے اس روایت میں منڈانے کو صاف حرام لکھا ہے اور قبضہ سے زیادہ کو تراشنے کی اجازت بھی لفظ لایکرہ (مکروہ نہیں) سے دی گئی ہے۔ "چند دن سے زیادہ کی منڈی ہوئی ڈاڑھی" کو منشاء رسول کہنے والے توجہ دیں۔

یہی نہیں بلکہ شریعت میں تو نچلے ہونٹ کی چھوٹی ڈاڑھی جس کو فارسی میں "ریش بچہ" اور عربی میں عنفقہ کہتے ہیں کے کناروں "فنیکین" کے بال کٹوانے اکھیڑنے بھی ممنوع ہیں۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں۔

قد ذکر العلماء فی اللحیة اثنا عشرة خصلة مکروهة بعضها اشد قبحا من بعض (الی ان قال) والسابعة منها نتف جانبی العنفقة (نووی ص۱۲۹ ج۱)۔ — علماء نے ڈاڑھی میں بارہ باتیں مکروہ لکھی ہیں جو بعض دوسری بعض سے زیادہ قبیح ہیں اور ان میں سے ساتویں قبیح اور مکروہ خصلت عنفقہ کے دونوں جانب کا اکھیڑنا ہے۔

اور فتاوٰی عالمگیری سے شامی نے نقل کیا ہے۔

نتف الفنیکین بدعة وهما جانبا العنفقة کذا فی الغرائب (شامی جلد خامس کتاب الکراهة) — فنیکین کا اکھیڑنا بدعت ہے اور وہ عنفقہ کے دونوں طرف ہیں۔

اسی طرح احیاء العلوم میں امام غزالی نے اور قوت القلوب میں حضرت شیخ ابوطالب مکی نے اور تفسیر عرائس میں ثعالبی نے تحریر فرمایا ہے۔

شهد رجل عند عمر بن عبد العزیز وکان نتف فنیکیه فرد شهادته۔ — ایک شخص حضرت عمر بن عبد العزیز کی عدالت میں کسی شہادت میں پیش ہوا اور اس کے فنیکین اکھڑے ہوئے تھے تو آپ نے اس کی شہادت قبول نہ کی بلکہ رد کر دی۔

احیاء العلوم کی شرح اتحاف السادہ المتقین ص۴۲۶ ج۲ طبع مصر پر ہے۔

قوله فرد شهادته لانهٗ اتی ببدعة محدثة لم تکن — آپ نے اس فنیکین اکھیڑنے والے کی شہادت اس لئے رد کر دی کہ اس نے فنیکین

فی زمن السلف فزجرہ   اکھیڑنے کی نئی بدعت پر عمل کیا جو بزمانہ سلف
برد شہادتہ۔   نہ تھی آپ نے اسکی شہادت رد فرماکر اسکو تنبیہ کی۔

غور فرمائیں کہ جب ڈاڑھی کے ذراسے حصے کو کترنے سے آدمی بدعتی اور مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے تو اگر پوری ڈاڑھی منڈاوے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ علامہ شامی نے تصریح کی ہے۔ کہ ڈاڑھی منڈانے سے آدمی نہ صرف مردود الشہادہ ہو جاتا ہے بلکہ فاسق بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ آگے آرہا ہے۔

پس خلاصہ ان تمام عبارات کا یہ نکلا کہ کم از کم ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنی فرض ہے اور انبیاء کا اسلام، دین، ملت اور سنتِ قدیمہ اور فطرتِ صحیحہ ہے جس کا حکم خود خداوند تعالیٰ نے دیا ہے اور از آدم تا ایں دم تمام رسولوں، نبیوں صحابیوں تابعیوں، ولیوں، بزرگوں عالموں اور نیک لوگوں نے از اعلیٰ تا ادنیٰ ایک قبضہ ڈاڑھی رکھی اور اس کو فرض واجب جانا اور اسکے منڈانے کترانے کو باجماع واتفاق حرام ومعصیت وگناہ سمجھا اور ڈاڑھی منڈانا شیطانِ لعین کے حکم کی تعمیل، قومِ لوط کی اتباع، یہود وہندوؤں کی اطاعت مجوسیوں، عیسائیوں، ملنگوں، ملحدوں، بے دینوں، بدمعاشوں بدقماشوں کی فرمانبرداری اور تابعداری گویا اعلیٰ سے ادنیٰ تک ہر قسم کے برے لوگوں کی اطاعت اور خدا ورسول کی نافرمانی ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس شعار کفر سے بچائے آمین۔

درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصلحٰت والسلام علیٰ
سید الکائنات صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
اجمعین۔

فقیر
محمد شمس الدین نقشبندی مجددی

درویش نزد
ہری پور ہزارہ۔

خاتمہ

فاسق کی امامت کا بیان

چونکہ ڈاڑھی (کترایا منڈا کر) ایک قبضہ سے کم کرنی حرام ہے[1] اور فعل حرام پر اصرار کرنے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ علامہ شامی نے تنقیح فتاوی حامدیہ میں ایک سوال کے جواب میں تصریح کردی ہے۔

سُئِلَ فی شہادۃ محلوق اللحیۃ ھل تقبل ام لا۔	سوال: ڈاڑھی منڈے شخص کی شہادت قبول کی جائے یا قبول نہ کی جائے۔
الجواب: ان الادمان علی الصغیرۃ مفسق کما فی البحر وقد ذکر العلائی فی الدر المختار من الحظر والاباحۃ عن المجتبٰی والبزازیۃ اذا قطعت شعر رأسھا اثمت و لعنت وان باذن الزوج لانہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم للرجل قطع لحیتہ و المعنی الموثر التشبہ بالرجال۔	بے شک گناہ صغیرہ پر مدادمت کرنا آدمی کو فاسق بنا دیتا ہے۔ جیسے کہ بحر الرائق میں ہے۔ اور صاحب درمختار نے درمختار کے باب خطر واباحتہ میں مجتبٰی اور بزازیہ سے بیان کیا ہے کہ جب کوئی عورت سر کے بال منڈا یا کٹا دے تو وہ گناہ گار اور لعنتی ہو گئی۔ چاہے یہ سر منڈانا کٹانا خاوند کی اجازت یا حکم سے ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق کی اطاعت خدا کی نافرمانی کرنے میں جائز نہیں اس لئے

مرد کو بھی ڈاڑھی کٹانا حرام ہے اور معصیت کا سبب عورت کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا ہے (جو کہ حرام ہے) ایسے ہی مرد کا ڈاڑھی منڈانا عورت کی مشابہت کرنا ہے اس لئے بھی حرام ہے۔

یعنی اگر مرد ڈاڑھی منڈا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرے یا عورت سر کے

---

[1] ج ۱ ص ۳۳۱ طبع مصر

بال کٹوا کر مردوں کی مشابہت اختیار کرے، دونوں صورتیں حرام ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے
وعن ابن عباس قال لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمتشبہات بالرجال ۔ وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ۔ لعن اللہ المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء وبالرجال ۔ (رواہ البخاری)

پہلی حدیث میں ہے کہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر رسول اللہؐ نے لعنت کی ہے ۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہے یعنی جو مرد تکلفاً عورتوں کی شکل بنادے یا جو عورت تکلفاً مردوں کی شکل بنادے وہ خدا اور رسول کے نزدیک ملعون ہیں ۔ اور اگر خلقتاً کوئی عورت گنجی پیدا ہو جائے یا کوئی مرد بے ریش ہی رہے تو وہ اس حدیث ۔ سے مراد نہیں ۔ (نووی شرح مسلم) آگے تنقیح فتاویٰ حامدیہ میں ہے ۔

فحیث ادمن علی فعل	پس جب کہ ایسے صریح حرام کام پر کوئی
ھٰذا المحرم یفسّق وان لم یکن	شخص مداومت کرے تو وہ ضرور ہی فاسق ہو جائے
ممن یستخفونہٗ ولا یعدونہٗ	گا ۔ اگرچہ وہ ان لوگوں میں سے نہ ہی ہو جو
قادحا للعداوۃ والمروۃ ۔	ڈاڑھی کا استخفاف کرتے ہیں اور ڈاڑھی منڈانے

کو عدالت اور مروت کے خلاف نہیں سمجھتے ۔ اس لئے ایسے شخص کی شہادت بوجہ فسق قبول نہ ہوگی (اور اگر استخفاف اور استہزا بھی کرے تو کافر ہو جائے گا ۔)

(الاعلام بقواطع الاسلام لابن حجر مکی)

اور چونکہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اس لئے ایسے شخص کو جس کی ڈاڑھی منڈی یا کترائی ہوئی ہو، امام ہر گز نہ بنایا جاوے کیونکہ وہ حرام کام پر اصرار کرنے کی وجہ سے مستحقِ توہین ہے ۔ شامی جلد اول بحث امامت میں ہے ۔

اما الفاسق فقد عللوا کراھۃ	فاسق کی امامت مکروہ ہونے کی علت

[1] تنقیح فتاویٰ حامدیہ صد ۳۵۱

تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه
وبان فی تقديمه للامامة تعظيمه
وقد وجب عليهم اهانته شرعًا
ولا يخفى انه اذا كان اعلم
من غيره لا تزول العلة فانه
لا يؤمن ان يصلي بهم بغير
طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته
ولذا لم تجز الصلوٰة خلفه اصلا
عند مالك وروايته عند احمد۔

ایک تو یہ ہے کہ وہ اپنے دینی امور میں لاپرواہی
کرتا ہے، اہتمام نہیں کرتا ہے دوسرے اسے
امام بنانے میں اس کی تعظیم حالانکہ وہ (فاسق
ہونے کی وجہ سے) مستحق توہین ہے کہ شرعًا اس
کی توہین کرنی واجب ہے اگرچہ وہ فاسق
دوسرے مقتدیوں سے زیادہ علم دار ہی کیوں
نہ ہو، مگر علت کراہت پھر بھی زائل نہ ہوگی کیونکہ
ایسے بے پرواہ آدمی کا کیا اعتبار۔ کہ وہ بے
وضو ہی مقتدیوں کو نماز پڑھاتا رہے۔ پس
وہ مبتدع کی طرح ہے کہ اس کی امامت بہر حال مکروہ ہے۔ اسی لئے تو اس کے پیچھے نماز حضرت
امام مالک، اور حضرت امام احمد کے نزدیک سرے سے ہوتی ہی نہیں۔

اور اس مکروہ سے مراد تحریمی ہے۔ جیسے کہ شامی نے بھی کبیری شرح منیہ سے اسی
مقام پر نقل کیا ہے[1] اور شرح منیۃ میں ہے۔

وفيه اشارة الى
انهم لو قدموا فاسقا
يأثمون بناء على ان كراهة
تقديمه كراهة تحريم
لعدم اعتنائه بامور
دينه۔

اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر مقتدیوں
نے فاسق عالم کو امام بنایا تو وہ گنہ گار ہوں گے
اس لئے کہ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمہ ہے
(کیونکہ مکروہ تحریمہ کام کرنے سے آدمی گنہ گار
ہوجاتا ہے) کیونکہ فاسق دین کے کاموں میں
لاپرواہی کرتا ہے۔

اور حضرت امام احمد کے مذہب کی جزئی آگے آتی ہے جس میں صراحت ہے کہ اگر

---

[1] کبیری بحث امامت

کسی فاسق امام کے پیچھے کسی مجبوری سے نماز پڑھنی ہی پڑ جائے تو اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے کہ آدمی کے ذمے وہ نماز بدستور باقی رہتی ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اس لئے اس کا (اعادہ) دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ دُرِّ مختار میں ایک کلیہ بیان فرمایا ہے۔

کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تعاد وجوبًا۔	جو نماز بھی کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

اس کے نیچے شامی نے ایک لمبی تفصیل معراج الدرایہ سے نقل کی ہے۔

وفی جامع التمرتاشی لو صلّٰی فی ثوب فیہ صورۃ یکرہ وتجب الاعادۃ۔ قال ابو الیسر ھٰذا ھو الحکم فی کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم۔	جامع تمرتاشی میں ہے کہ اگر کوئی شخص باتصویر کپڑے میں نماز پڑھے تو وہ نماز مکروہ ہوگی اور اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔ امام صدر الاسلام ابو الیسیر بزدوی متوفی ۴۹۳ھ نے فرمایا کہ جو نماز بھی کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا یہی حکم ہے۔

اس عبارت کے چھ سطر کے بعد کمال بن ہمام صاحب فتح القدیر کا قول (بحث ترک تعدیل) سے نقل کیا ہے۔

وقال شیخنا یعنی ابن الھمام لا اشکال فی وجوب الاعادۃ اذ ھو الحکم فی کل صلوٰۃ ادیت مع الکراھۃ التحریم۔	اور ہمارے شیخ ابن ہمام نے فرمایا کہ مکروہ نماز کے دوبارہ لوٹانے میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ جو نماز بھی کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا یہی حکم ہے (یعنی اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے)۔

بلکہ جو نماز مکروہ تحریمی کے بجائے مکروہ تنزیہی سے ادا ہوا اس کا دوبارہ پڑھنا گو

---

[1] در مختار، بحث قضاء فوائت مع شامی۔

واجب نہیں مگر مستحب ضرور ہے۔ جیسا کہ شامی نے مکروہات فتح القدیر سے نقل کیا ہے۔ کہ

ان الحق التفصیل بین	حق تو یہ ہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل
کون تلك الكراهة	کی جائے کہ اگر کراہت تحریمی واقع ہوگئی ہو تو
کراهة تحریم تجب الاعادة	دوبارہ لوٹانا واجب ہوگا اور اگر کراہت تنزیہی
او تنزیه فتستحب ای فی	ہو تو مستحب ہوگا۔ یعنی اگر نماز کا وقت موجود
الوقت و بعده۔	ہو تو بھی اور وقت کے بعد بھی۔

نیز یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کردہ فرض ایک قول میں آدمی سے ساقط تو ہو جاتا ہے مگر اس کا ثواب بالکل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ علامہ علی قاری صاحب شرح[1] مشکوٰۃ میں امام نووی سے نقل فرماتے ہیں۔

قال النووی معنی عدم	امام نووی نے فرمایا کہ قبول نہ ہونے کا
قبول الصلوٰة ان لا ثواب	مطلب یہ ہے کہ اس نماز کا ثواب کچھ بھی نہیں
له فیها وان کانت مجزئة	اگرچہ وہ فرض کو ساقط کرنے کے لئے کافی ہے
فی سقوط الفرض عنه	جیسے غصب کردہ مکان میں نماز سے فرض ساقط
کالصلوٰة فی الدار المغصوبة	ہو جاتا ہے، مگر اس نماز کا کوئی ثواب نہیں۔
تسقط الفرض ولا ثواب	ایسے ہی حرام مال سے حج کرنا۔ اور ایک قول
فیها۔ وكذا الحج بمال	یہ ہے کہ فرض بھی ساقط نہیں ہوتا۔ مزید تفصیل
حرام۔	کے لئے شامی باب قضاء فوائت دیکھنا چاہیئے۔

پس ان تمام تصریحات سے اب تو خوب واضح ہو گیا۔ کہ کم از کم ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنی واجب ہے اور اس مقدار سے منڈایا کترا کر گھٹانا حرام ہے جس سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اگر کوئی امام ڈاڑھی کو کترایا منڈا کر ایک قبضہ سے کم کرتا ہے تو وہ چونکہ بوجہ

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۷/۲ طبع مصر۔

عدم اعتناء واہتمام لاُمورِ دینیہ اور بوجہ اتباع خواہشاتِ نفس فعل حرام کا مرتکب ہے بلکہ اس پر اصرار کرتا ہے کہ اس فعل حرام کو ہمیشہ کرتا ہے اس لئے وہ فاسق ہوگیا ہے اور فاسق امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے جس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اس لئے ایسے ڈاڑھی کترے فاسق کو امام بنانا بھی حرام ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

ایک ضروری وضاحت

بعض کم علم لوگ اس قسم کے مسئلے سن کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے صلوا خلف کل بر و فاجر (ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو) اس کے جواب میں عرض ہے کہ اول تو یہ حدیث مرسل ہے اور اس کے مقابلے میں حضور علیہ السلام نے صحیح حدیثوں میں نہایت تاکید سے صراحتاً حکم فرمایا کہ "اپنے امام نیک لوگوں کو بنایا کرو کیونکہ وہ تمہارے خدا کے سامنے تمہارے نمائندے ہیں۔" اور فاسق بے اعتبار ہوتا ہے۔ اور بے اعتبار شخص کو نمایندہ نہیں بنایا جاتا۔ پھر فرمایا کہ "فاسق مومن کو ہرگز امامت نہ کرائے مگر یہ کہ فاسق جابر و ظالم ہو تو اس کی اذیت سے بچنے کے لئے اس کے پیچھے نماز پڑھ لے" نیز فرمایا "اگر تمہیں اس بات کی خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نمازیں قبول کریں تو چاہیئے کہ تمہارا امام تم سب سے زیادہ نیک ہونا چاہیئے۔" گویا نماز کی قبولیت کے لئے امام کا متقی ہونا (یعنی فاسق نہ ہونا) ضروری ہے۔ نیز فرمایا کہ "امام (مقتدیوں کی نماز کا) ضامن ہے" تو جو شخص بے اعتبار ہو اس کو ضامن کون بناتا ہے۔ اور کون قبول کرتا ہے۔

دوسرے اسی حدیث کے جواب میں علامہ ابومسعود مصری فتح المعین حاشیہ شرح کنز میں فرماتے ہیں:-

وان تقدموا جاز مع
الكراهة لقوله عليه السلام
صلوا خلف كل بر و فاجر
ويكره الاقتداء بهم كراهة
تنزيه (بحر) واقول وعلل
الزيلعي الكراهة في الفاسق
بان في تقديمه تعظيم وقد
وجب عليهم اهانة شرعاً فمعناه
كون الكراهة تحريمة. وفي
الاستدلال بقوله عليه السلام
"صلوا خلف كل بر وفاجر" شئ
وهو ان الدليل اخص من
المدعى لان المدعى جواز
امامة العبد والاعرابي
والفاسق مع الكراهة والدليل
يدل على امامة الفاسق فقط
وايضاً الدليل يدل على الجواز
لا الجواز مع الكراهة فالدليل
لا يطابق المدعى لان المدعى
الجواز مع الكراهة۔
(نوح آفندی)

اور اگر (غلام و اعرابی فاسق وغیرہ) نماز
کے لئے آگے ہو جائیں تو نماز کراہت کے ساتھ
جائز ہو جائے گی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ ہر اچھے اور برے کے پیچھے نماز پڑھ
لیا کرو۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی
ہے۔ میں کہتا ہوں کہ زیلعی نے فاسق
میں کراہت کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس
کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ
وہ شرعاً مستوجب توہین ہے تو اس کا
تو مطلب یہ ہوا کہ (اگر کوئی فاسق پیش
قدمی کرکے امامت کے لئے مصلّی پر کھڑا ہو جائے
تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھ کر اس کی توہین
کرنی واجب ہے۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی
مکروہ تحریمی ہوئی۔ تنزیہی تو نہ ہوئی۔ کیونکہ
اس طرح فاسق کی عزت افزائی ہوتی ہے
اور جب توہین واجب ہوئی تو پھر نماز پڑھنی
مکروہ تحریمی ہوئی کہ واجب کے مقابل مکروہ
تحریمی ہوتی ہے) کراہت تنزیہی نہیں بلکہ
تحریمی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے فرمان
صلوا خلف۔ الخ سے استدلال کرنے میں
ایک الجھن ہے وہ یہ کہ دعوٰی تو عام ہے اور

دلیل خاص ہے۔ وہ اس طرح کہ دعوی تو ہے۔ غلام اور اعرابی اور فاسق (تینوں) کی امامت مع الکراہت کے جواز کا اور دلیل سے صرف ایک فاسق ہی کی امامت کا جواز (وہ بھی مطلق) ثابت ہوتا ہے دوسرے دلیل ہے مطلق جواز کی، نہ جواز مع الکراہت کی (اور دعویٰ ہے جواز مع الکراہت کا۔ نہ مطلق جواز کا) پس یہ دلیل اس دعوی کے مطابق نہیں بن سکتی۔ پس اس حدیث سے استدلال صحیح نہ ہوگا۔

(از علامہ نوح آفندی)

یہ عبارت اثبات مدعی کے لئے کافی ہے۔ مگر فقہ حنبلی کی بڑی معتبر کتاب کشاف[۱] القناع شرح متن الاقناع سے اس سے بھی زیادہ وضاحت ملاحظہ ہو۔

ولا تصح امامة فاسق	فاسق عملی ہو یا اعتقادی جیسے زانی
بفعل او اعتقاد۔ کزانٍ او	اور شیعہ دونوں کے پیچھے نماز صحیح نہیں اگرچہ
رافضيٍ ولو كان مستورا۔	اس کا فسق پوشیدہ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ
لقوله تعالیٰ افمن كان مؤمنا	فرماتا ہے کہ مومن اور فاسق برابر نہیں ہو
كمن كان فاسقاً لا يستوٗن۔	سکتے۔ نیز ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا
ولما روى ابن ماجه مرفوعًا	ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت
لا تَؤُمَنَّ امرأة رجلا ولا اعرابي	مرد کو ہرگز امامت نہ کرائے۔ اور جاہل پڑھے
مهاجرًا ولا فاجرا مومنًا	ہوئے کو ہرگز امامت نہ کرائے۔ اور فاسق مومن
الا ان يقهره سلطان يخاف	کو ہرگز امامت نہ کرائے۔ مگر اس صورت
سوطه او سيفه۔ وعن	میں کہ فاجر امام ظالم ہو کہ اس کے درے یا
ابن عمر عن النبي صلى الله	تلوار کا خوف ہو نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
عليه وسلم اجعلوا ائمتكم	روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

---

[۱] کشاف ص ۴۳۴ اول

خیارکم فانهم وفدکم بینکم و	اپنے امام نیک لوگوں کو بنایا کرو کہ تمہارے
بین ربکم ولان الفاسق لا یقبل	درمیان اور تمہارے رب کے درمیان نمائندے
خبرہ لمعنیً فی دینہٖ ولانہ	ہیں۔ نیز اس لئے بھی فاسق کو امام بنانا منع
لا یؤمن علیٰ شرائط الصلوٰۃ	ہے کہ فاسق کی خبر ایک تو اس کی دینی حالت
علم فسقہٗ ابتداءً اولا فیعید	خراب ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور اس
الماموم ان علم فسق امامہ و	لئے بھی قابل اعتماد نہیں کہ کیا خبر وہ شرائط
تصح الجمعۃ والعیدین، بلا اعادۃ	نماز ہی کی پابندی نہ کرتا ہو اس کا فسق ابتداءً
ان تعذرت خلف غیرہ۔ وان	معلوم ہو یا بعد کو۔ پس مقتدی نماز کو لوٹائے
خاف اذیً بترک الصلوٰۃ خلف	جب بھی اسے امام کے فاسق ہونے کا علم
ذٰلک الفاسق صلّٰی خلفہ و	ہوا ہو۔ اور جمعہ اور عیدین کی نماز اگر کسی
یعید نصًّا لعدم برائتہٖ انتھٰی	دوسری جگہ ممکن نہ ہو تو پھر اسی کے پیچھے
مختصرًا۔	پڑھ لے اور اگر اس فاسق کے پیچھے نماز نہ

پڑھنے کی وجہ سے اس سے اذیت پہنچنے کا خوف ہو تو پھر اسی فاسق امام کے پیچھے پڑھ لے اور پھر لوٹا بھی لے کیونکہ اس نماز کی ادائیگی تو ہوئی نہیں۔

اور حضرت امام عبدالوہاب شعرانی کشف الغمہ میں فاسق امام کے پیچھے نماز کی بحث میں صحابہ کرام کا حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر کرکے فرماتے ہیں۔

ھٰذا کلہ اذا خیف	ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب
الفتنہ من ترک الصلوٰۃ	صورتیں فاسق کے پیچھے نماز جائز ہونے کی اسی
خلف ذٰلک الامام (الفاسق)	حالت میں ہیں جب کہ فاسق کے پیچھے نماز
کما سیاتی قریبًا۔	نہ پڑھنے سے فتنہ کا خوف ہو جیسے کہ آگے عنقریب
	آئے گا اور آگے فرماتے ہیں۔

وکان صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا یؤمن اعرابی مھاجرًا
ولا یؤمن فاجر مومنا الا
ان یقھرہ یخاف سطوتہ
او سیفہ۔ اھ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے
تھے کہ اعرابی مہاجر کو اور فاجر مومن کو ہرگز
امامت نہ کرائے مگر یہ فاسق اس کو (اپنے پیچھے
نماز پڑھنے پر) مجبور کرے اور یہ اس کی طاقت
یا تلوار سے ڈرتا ہو۔

ایسے ہی کبیری شرح منیہ میں فاسق امام کے پیچھے نماز کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

لکن قال اصحابنا لا ینبغی
ان یقتدی بہ (ای بالفاسق)
الا فی الجمعۃ للضرورۃ فیھا
بخلاف سائر الصلوۃ للتمکن
من التحول الی مسجد اٰخر
فیما سوی الجمعۃ وعلیہ یحمل
عمل الصحابۃ فی الاقتداء
بالحجاج وعلی ھذا فینبغی ان
تکرہ الجمعۃ ایضا اذا تعددت
الجوامع کما فی زماننا لا
مکان التحول۔

لیکن ہمارے اماموں نے فرمایا ہے کہ
جائز نہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھی جائے
مگر جمعہ میں بوجہ اس ضرورت کے کہ جمعہ
دوسری جگہ نہیں ہوتا۔ بخلاف دوسری سب
نمازوں کے۔ کیونکہ ان کے لئے دوسری جگہ
میں چلا جانا ممکن ہے سوائے جمعہ کے اور اسی
مجبوری پر صحابہ کرام کا حجاج بن یوسف کے
پیچھے جمعہ پڑھنا حمل کیا جائے گا۔ کیونکہ اس
زمانہ میں جمعہ صرف ایک ہی جگہ ہوتا تھا۔ اور
اس زمانہ میں جب کہ ہر شہر میں بہت سی
جامع مسجدیں بن گئی۔ فاسق امام کے پیچھے
جمعہ پڑھنا بھی مکروہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اب تو دوسری مسجدوں میں جہاں دیندار امام
ہوں جانا ممکن ہو گیا ہے۔

اور ینبغی کا لفظ بعض دفعہ وجوب کے لئے بھی آتا ہے۔ شامی آخر باب قضائے فوائت

ب کچھ اور شواہد ملاحظہ ہوں کبیری میں ہے۔

وروی محمد عن ابی حنیفه و ابی یوسف ان الصلوٰۃ خلف اهل الاهواء لاتجوز۔	امام محمد حضرت امام اعظم اور امام ابو یوسف سے روایت فرماتے ہیں کہ نماز اہل اہوا کے پیچھے جائز نہیں اور اہل اہوار سے مراد متبدع لوگ ہیں۔

اور شرح عین العلم میں ہے۔ جلد اول صـ۴۳

عن ابی یوسف انه لا یجوز الصلوٰۃ خلف متکلم وان تکلم بحق لانه مبتدع ولا یجوز ها خلف مبتدع۔	امام ابو یوسف علم کلام میں بحث کرنے والے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے تھے گو حق کے بات کے متعلق ہی مناظرہ کرے۔ کیونکہ وہ بدعتی ہے اور بدعتی کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں سمجھتے تھے۔

اور کبیری میں ہے۔

روی عن ابی یوسف انه قال لا یجوز الاقتداء بالمتکلم وان تکلم بحق قال الهندوانی یجوز ان یکون مراده من یناظر فی دقائق علم الکلام۔	امام ابو یوسف نے فرمایا کہ متکلم کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں گو وہ حق بات پر ہی مناظرہ کرے امام ہندوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ امام یوسف کی مراد متکلم سے وہ شخص ہو جو دقائق علم کلام میں مناظرہ کرتا ہو۔

اور کبیری میں ہی صاحب فتاویٰ مجتبیٰ سے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ہوسکتا ہے امام ابو یوسف کی متکلم سے مراد وہ شخص ہو جیسے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو مناظرہ میں اپنے مدمقابل کے پھسل جانے کی خواہش رکھتا ہو آگے اصل عبارت

ملاحظہ ہو۔

ومن اراد ذلة	اور جو شخص اپنے مدمقابل کے پھسلنے
صاحبہ فقد اراد	کی خواہش رکھتا ہو وہ گویا یہ چاہتا ہے کہ
ان یکفر فھو	اس کے مدمقابل کے منہ سے کلمہ کفر نکلے اور
قد کفر قبل	وہ کافر ہو جائے تو ایسا شخص اپنی اس غلط
صاحبہ فھذا	خواہش کی وجہ سے اپنے مدمقابل سے پہلے ہی
الخوض المنھی	کافر ہو جاتا ہے تو ایسا مناظرہ منع ہے اور ایسے
عنہ۔	مناظر کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

اور کبیری میں فتاویٰ قاضی خاں سے نقل کیا ہے:۔

اذا کان امام الحی زانیا او	جب محلہ کی مسجد کا امام زانی یا سود خوار
اٰکل ربوٰلہٗ ان تتحول الی مسجد اٰخر۔	ہو تو مقتدی کو دوسری مسجد میں جانا جائز ہے
وکذا ینبغی اذا کان	جب کسی امام مسجد میں کوئی ایسی بری
فیہ خصلۃ تکرہ بسببہ	خصلت ہو جس کی وجہ سے اس کی امامت
امامتہ لان التحرز	مکروہ ہو تو بھی دوسری مسجد کو جانا چاہیئے۔
عن الکراھۃ اولیٰ من الاتیان	کیونکہ اصل نماز کو کراہت سے بچانا زیادہ
بفضیلۃ۔	ضروری ہے۔ بہ نسبت جماعت کی فضیلت
	حاصل کرنے کے۔

اور سنئے! کبیری میں ہی آخر مسائل شتّٰی میں ہے:۔

امامہ لا یاتی	اگر کوئی امام نماز آرام سے نہ پڑھائے تو
بالطمانیۃ لا یعذر فی	مقتدی کو معذور نہ سمجھا جائے گا۔ بلکہ اس پر
الاقتداء بہ و یقتدی	لازم ہے کہ نماز ایسے امام کے پیچھے جاکر پڑھے جو

بمن یاتی بھا۔ نماز اطمینان سے پڑھتا ہو۔

اور سنئے کبیری آخر شتی میں ہی ہے۔

صلّی خلف ایک شخص نے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی

امام یلحن ینبغی جو قرأت بگاڑ کر پڑھتا ہے تو اس شخص کو

ان یعید۔ وہ نماز لوٹانی چاہیئے۔

اور ملاحظہ ہو طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے۔

وفی السراج ھل الافضل اور فتاوی سراج وہاج میں سوال ہے کہ کیا

ان یصلی خلف ھؤلاء ام زیادہ بہتر ان لوگوں (اندھے فاسق اور اعرابی)

الانفراد قیل اما فی کے پیچھے نماز پڑھنا ہے یا اکیلے پڑھنا ہے؟

الفاسق فالصلوٰۃ خلفہ جواب میں کہا گیا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھ

اولیٰ علی القول ان امامتہ لینا بہتر ہے اس قول پر کہ اس کی امامت مکروہ

مکروھۃ تنزیھا واما تنزیہی ہے۔ لیکن دوسرے قول کا اعتبار کیا

علی القول بکراھۃ جائے کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہو تو پھر

التحریم فلا۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی بہتر نہیں۔

اور اس بحث کی ابتدا میں کبیری شامی اور ابو سعود نے مذکور ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے جس کا اعادہ واجب ہے اور بالفرض اگر مکروہ تنزیہی ہو تو بھی اعادہ مستحب تو ہے ہی جیسے کہ اوپر حوالہ میں گذرا ہے۔

اور پھر جب کہ یہ تصریح بھی صاف موجود ہے کہ:۔

التحرز عن الکراھۃ فضیلت جماعت حاصل کرنے کے

اولیٰ من الاتیان بفضیلۃ۔ بجائے کراہت سے بچ جانا زیادہ بہتر

ہے۔

تو پھر فاسق کے پیچھے مکروہ تنزیہی کی شکل میں بھی نماز نہ پڑھنی ہی بہتر معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

ضروری نوٹ

یہ حوالہ جات صرف اہلِ علم کے غور و خوض کے لئے ہیں۔ کسی کم علم کو ان کی بنا پر مُفتی بن بیٹھنا جائز نہیں۔

هٰذا ما عندی والعلم عند اللہ سبحانہ و تعالیٰ

وهو اعلم بالصواب۔

تصدیقات

حُسنِ اتفاق سے دو رسالے دستیاب ہو گئے۔ ایک تو نظام الحق صاحب دفتری نے دہلی سے ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء میں بنام "القول الفائق فی امامۃ الفاسق" چھاپا۔ دوسرا رسالہ جناب حبیب اللہ صاحب مہتمم مصری کتب خانہ کشمیری بازار لاہور نے ۱۳۴۶ھ میں چھاپا۔ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ

جو حافظ ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کترتا ہو وہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے تراویح پڑھنی مکروہ تحریمی ہے۔

(۱) نقل از رسالہ دہلی

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک مسجد کا متقی غیر حافظ امام موجود ہے رمضان شریف میں تراویح میں قرآن پاک سننے کے لئے ایک حافظ مہیا کیا گیا جس کی ڈاڑھی کتری ہوئی

ہے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب

نماز تراویح میں کل قرآن شریف سنانا سنت ہے اور ایک قبضہ سے کتر کر ڈاڑھی کا کم کرنا حرام ہے جس کی وجہ سے وہ ڈاڑھی کترا حافظ فاسق ہو گیا پس اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، ایسی صورت میں تراویح متقی امام مسجد کے پیچھے الم ترکیف سے پڑھ لے فاسق حافظ کے پیچھے نہ پڑھے۔ فقط

(مفتی اعظم ہند حضرت مولانا) محمد کفایت اللہ (صاحب) غفرلہٗ
مدرسہ امینیہ دہلی

(۲) الجواب صحیح۔ (حضرت مولانا) محمد شفیع (صاحب) عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ عبد الرب دہلی۔

(۳) بے شک یہ شخص اس فعل کی وجہ سے فاسق ہو گیا ہے اور حسب فتوی کبیری و شامی ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر توبہ نہ کرے۔

(حضرت مولانا مظہر اللہ (صاحب) امام مسجد فتح پوری دہلی

(۴) مقدار قبضہ ڈاڑھی رکھنی واجب ہے اس سے کم کترانا اور منڈانا حرام ہے۔ اس لئے فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

(حضرت مولانا اشفاق صاحب) مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی

(۵) حضرت مفتی صاحب کا جواب بالکل صحیح ہے۔

(حضرت مولانا) عزیز الرحمن (صاحب) صدر مفتی مدرسہ دار العلوم دیوبند

(۶) بے شک یہ شخص جب تک توبہ نہ کرے فاسق ہے اور اس کے پیچھے تراویح مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہیں۔

(حضرت مولانا) محمد عبد الحفیظ (صاحب) مدرسہ نعمانیہ دہلی

(۲) نقل از رسالہ لاہور

الجواب

(۱) بلاشبہ ڈاڑھی کترے حافظ فاسق فاجر ہیں ان کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت تراویح مکروہ تحریمی ہے اگر بمجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اور مدت گذر چکی ہو کذا فی الشامی ڈاڑھی کترے آدمی سیّد قاری حافظ عالم فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہوسکتے اگر کسی مسجد میں امام ڈاڑھی کترا ہے تو وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے۔ انتہیٰ مختصراً۔ حررہ العبد الراجی رحمۃ اللہ القوی ابوالبرکات سید احمد مدرس دارالعلوم حزب الاحناف ہند لاہور

(۲) اہلِ محلہ کے ذمے لازم ہے کہ ڈاڑھی کترے حافظ کو فوراً الگ کر دیں اور متشرع حافظ قرآن امام کے پیچھے تراویح پڑھیں۔ فقط۔ (حضرت مولانا) احمد علی عفی عنہ مقیم مسجد لائن والی لاہور

(۳) حدیث صلوا خلف کل بر و فاجر ضعیف ہے لائقِ استدلال نہیں ڈاڑھی کترانے والا مخالف شرع معلن بالفسق ہے، ڈاڑھی کے رسولی حکم کو بنظرِ حقارت دیکھتا ہے ایسے کی تو شہادت بھی معتبر نہیں وہ امامت کے لئے کیونکر لائق ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر عبد الواحد بن عبد اللہ الغزنوی

(۴) ڈاڑھی کا قبضہ بھر سے کم ہونا مخالفِ سنت رسول ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ فقط۔ (حضرت مولانا) اصغر علی روحی عفی اللہ عنہ پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور

(۵) الجواب صحیح ۔ عبدہ نور الحق پروفیسر اورئنٹل کالج لاہور۔

(٦) الجواب صحیح ۔ نجم الدین ۔ معلم اعلی اورئنٹل کالج ۔ لاہور

نوٹ: ان شاء اللہ تعالی مجلس نشر ثقافتِ اسلامی حقیقی کی طرف سے عنقریب ان رسالوں کو دوبارہ شائع کیا جائے گا۔

تقریظ از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

مکرم و محترم زادت مکارمکم و زاد فضلکم۔

بعد سلام مسنون! گرامی نامہ عالی مع رسالہ (ڈاڑھی[1] اور اسلام) کئی دن سے پہنچے تھے بندہ کی طبیعت کچھ دن سے خراب ہے اسی لئے عریضہ میں تاخیر ہوئی آپ نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا اور بہت مفید رسالہ تحریر فرمایا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو قبول فرمائیں اور لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور اس کافرانہ شعار سے بچنے کی مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط والسلام

(حضرت مولانا) محمد زکریا (صاحب) مدظلہم العالی

مظاہر العلوم سہارنپور

۲۵ ذی قعدہ ۷۰ھ

تقریظ از حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم لاہور

مخدومی محترمی و مکرمی حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب دامت برکاتہم

از احقر الانام احمد علی عفی عنہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ جناب والا کا ارسال کردہ مضمون "ڈاڑھی[2] کی اسلامی حیثیت" ملا آپ نے اس مضمون کے ہر پہلو پر غور و خوض فرما کر ہر طالب حق کے لیے تسلی بخش بنانے کی جو سعی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ فقط۔

۲۶ شوال ۱۳۷۶ھ — ۲۷ مئی ۱۹۵۷ء

---

[1] یہ رسالہ پہلی بار اس نام سے بھیرہ سے شائع ہوا تھا ۷۰ھ اور دوسری بار اس نام سے لاہور، ملتان وغیرہ مقامات سے چھپا۔

تقریظ از حضرت مولانا عبدالخالق صاحب صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بعد الحمد والصلوٰۃ فقیر نے رسالہ "اسلام اور ڈاڑھی" مؤلفہ جناب مولانا قاضی شمس الدین صاحب ہزاروی خلیفہ مجاز حضرت اقدس سیدنا و مولانا محمد عبداللہ صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مؤلفِ موصوف کو جزائے خیر دے۔ مسئلہ متعلقہ کی خوب وضاحت کی ہے۔ اور قیمتی علمی مواد جمع فرمایا ہے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

بندہ محمد عبدالخالق عفی عنہ

صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ ربیع صفر ۱۳۷۴ھ

تقریظ از مولانا مفتی عطا محمد صاحب مفتی چودھواں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ فقیر نے رسالہ "اسلام اور ڈاڑھی" مؤلفہ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب مدظلہ ساکن درویش (نزد ہری پور ہزارہ سرحد) نہایت غور و توجہ سے مطالعہ کیا۔ اس رسالہ کے حرف حرف سے فقیر کو اتفاق ہے۔ یہ وضاحت بھی ذہن نشین ہونی ضروری ہے کہ جیسے ڈاڑھی منڈانا فسق عملی ہے۔ ایسے ہی اس مکروہ عادت اور مردود خصلت کو مباح سمجھنا فسق اعتقادی بھی ہے۔ یعنی ایک شخص ڈاڑھی منڈاتا ہے مگر اس کو گناہ سمجھتا ہے تو یہ فسق عملی ہے۔ اور اگر گناہ نہ سمجھے تو یہ فسق عملی کے ساتھ فسق اعتقادی بھی ہے۔

جو لوگ قبضہ سے کم ڈاڑھی کٹوا کر رکھتے ہیں اور پھر اس کو معصیت بھی نہیں سمجھتے ان لوگوں کو غور و توجہ سے یہ رسالہ پڑھنا چاہیئے۔ عقائد کا مشہور مسئلہ ہے استخفاف المعصیة صغیرة کانت او کبیرة کفرٌ اذا ثبت کونها معصیة (شرح مقاصد) کسی گناہ کو مباح سمجھنا کفر ہے جبکہ شرعاً اس گناہ کا گناہ ہونا ثابت ہو جائے) حق تعالیٰ شانہ مؤلف کی سعی کو منظور فرمائے اور مسلمانوں کو عمل کی توفیق بخشے آمین بالنبی الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقیر عطا محمد عفی عنہ مقیم خانقاہ سراجیہ
کندیاں ضلع میانوالی



داڑھی کے شرعی احکام

مُرتبہ: مولانا محمد اختر صاحب دامت برکاتہم (ناظم مجلس اشاعت الحق کراچی)

۱ - آج کل داڑھی کی اہمیت سے لوگ بہت غافل ہو رہے ہیں اس لئے خاص تنبیہ کی ضرورت محسوس ہوئی نیز اس کی اہمیت مختصراً بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ ایک مٹھی کے برابر داڑھی رکھنا واجب ہے اس سے زیادہ ہونے پر کتروانا درست ہے۔ اگر ایک مشت سے کم ہے اور کترا تا ہے تو نا جائز ہے جیسا کہ منڈانا حرام ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ "ایک مشت بھر داڑھی چھوڑنا واجب ہے"۔ ایسا ہی مشہور کتاب در مختار میں ہے۔ گویا جتنی اہمیت وتر، عید، بقرعید کی نماز کی ہے اتنی ہی ضروری ڈاڑھی بھی ہے بلکہ داڑھی مثل قربانی کے شعار اسلام سے ہے۔ قربانی پر مزاحمت کرنے والوں سے لڑنے مرنے پر ہم لوگ تیار ہوتے ہیں اور داڑھی کو خود کترواتے اور منڈاتے ہیں۔ اس فعل سے توبہ جلد کرنی چاہیئے کہیں موت ایسی باغیانہ اور فاسقانہ وضع میں نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہمت و توفیق عمل عطا فرماویں۔ آمین۔

۲ - داڑھی منڈانا۔ کترانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کا کترا دینا درست ہے۔ داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جو داڑھی منڈاتا یا کٹاتا ہو اس کی شہادت بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ داڑھی مرد کی زینت ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے ایک مٹھی داڑھی واجب ہے۔ کم کرنا گناہ ہے۔

(ماخوذ از صفائی معاملات وحاشیہ بہشتی گوہر باب بالوں کے احکام)

۳ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشت سے بڑھنے کے بعد اپنی مبارک داڑھی کو کچھ کچھ ترشوایا کرتے تھے۔ کان یأخذ من لحیتہ طولاً وعرضاً علیٰ قدر القبضۃ

اذا زاد علی القبضۃ (کذا فی التنویر ص۲۹۸)۔

۴ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کرو (بخاری و مسلم)

۵ - تاریخ طبری اور ابن کثیر میں ہے کہ شاہ ایران نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب مبارک پھاڑ کر ۲ کافروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جن کی داڑھیاں منڈی تھیں اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں۔ آپ نے فرمایا ویلکما من امرکما بھذا۔ تم پر ہلاکت ہو تم کو کس نے ایسی مکروہ شکل بنانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا ہم کو ہمارے رب شاہ کسریٰ نے حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

غور کیجئے کہ کفار مہمان اور سفیر کے ساتھ داڑھی کے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی بد دعا اور ناگواری ظاہر فرمائی تو داڑھی منڈانے والے مسلمان جب قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوں گے تو کیا ہوگا؟۔

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند سے داڑھی کی مقدار سے متعلق

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں۔

۱ - داڑھی کی شرعی حد کیا ہے اور اطراف کے حدود کیا ہیں نیز داڑھی کے یک مشت ہونے کی شکل کیا ہے۔ آیا صرف ٹھڈی کے نیچے ہی ایک مشت ہونا کافی ہے یا اطراف کا بھی ایک مشت ہونا ضروری ہے یا صرف مجموعہ کا ایک مشت ہونا کافی ہے۔

۲ - کیا اطراف سے تراشا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر تراشا جا سکتا ہے تو اس کی کیا حد ہے۔ ایک صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص۶۱ کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ (مجموعہ داڑھی ایک مشت سے کم نہ ہو اگر بعض بال کم ہوں حرج نہیں) نیز صفائی معاملات

کی عبارت بھی نقل کی ہے (داڑھی منڈانا کترانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کو کترا دینا درست ہے اسی طرح چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لینا کہ سڈول اور برابر ہو جائے درست ہے)۔

ان دونوں کتابوں کی عبارت کو نقل کر کے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے۔ کہ داڑھی کا صرف ٹھڈی کے سامنے مٹھی بھر ہونا کافی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کا اخذ کرنا کیسا ہے۔ اگر مناسب ہو تو مع حوالہ کتب کے جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ نیز مطلع فرمائیے کہ فتاوی رشیدیہ و صفائی معاملات کی عبارت کا کیا مطلب ہے۔ المستفتی

محمد شعیب عفی عنہ

۲۳ ربیع الاول ۸۶ھ اشرف المدارس ہردوئی

حامداً و مصلیاً

الجواب

(۱ و ۲) ڈاڑھی ہر جانب سے ایک مشت رکھی جاوے۔ کسی جانب سے بھی کم نہ کرائی جاوے ہاں اگر ایک دو بال کسی جانب کا مجموعی داڑھی سے بڑھا ہوا ہو تو اس کو کاٹ کر مجموعی کے برابر کر دینے میں مضائقہ نہیں اگرچہ وہ مجموعی ایک مشت تک نہ پہنچی ہو۔ جو بال ایک مشت سے زائد ہو جاویں خواہ کسی جانب میں بھی ہوں ان کو کاٹنا درست ہے ہدایت النور نور الضحیٰ۔ درک المآرب میں تفصیل موجود ہے۔ اگر بعض بال تک نہ پہنچے تو ان کی خاطر مجموعی کو تراش کر ان کے برابر کرا دینا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ (صدر مفتی) دار العلوم دیوبند ۲۶/۳/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۷/۳/۸۹ھ

مہر دار الافتاء دار العلوم دیوبند

رائے اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام برائے تصانیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

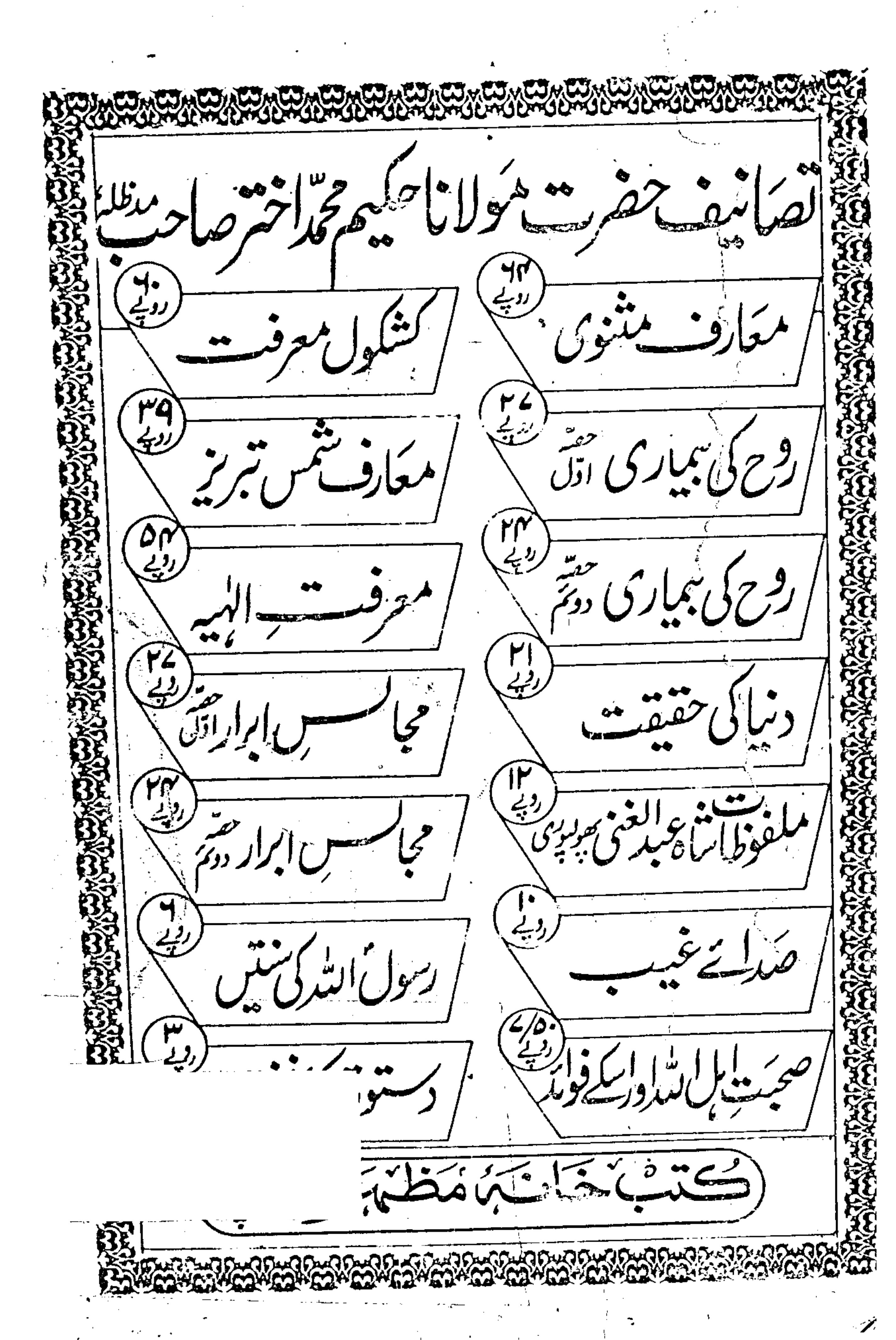
رائے عالی حضرت مولانا و مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ کتاب معارف مثنوی کو مختلف مقامات سے دیکھا ماشاء اللہ مثنوی شریف کی خوب تشریح کی ہے گاہ بگاہ اس کو اپنے یہاں بعد عصر سنا تا بھی ہوں، اس بات سے بہت ہی مسرت ہے کہ اکابر کرام نے بھی اس کو پسند فرمایا اور یہاں کے بعض اکابر ہندوستان میں اس کی طباعت و اشاعت کے خواہشمند ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں اور لوگوں کو اس سے منتفع ہونے کی توفیق بخشیں۔

ابرار الحق
۲۲ صفر ۹۵ ھ





تصانیف حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ
معارف مثنوی
۶۴ روپے
روح کی بیماری حصہ اول
۲۷ روپے
روح کی بیماری حصہ دوم
۲۴ روپے
دنیا کی حقیقت
۲۱ روپے
ملفوظات شاہ عبد الغنی پھولپوری
۱۲ روپے
صدائے غیب
۱۰ روپے
صحبت اہل اللہ اور اسکے فوائد
۵/۷ روپے
کشکول معرفت
۶۰ روپے
معارف شمس تبریز
۳۹ روپے
معرفت الٰہیہ
۵۴ روپے
مجالس ابرار حصہ اول
۲۷ روپے
مجالس ابرار حصہ دوم
۲۴ روپے
رسول اللہ کی سنتیں
۶ روپے
دستو
۳ روپے
کتب خانہ مظہ